بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۲	بابت ماہ فروری ۱۹۱۷ء مطابق ربیع الاول ۱۳۳۵ھ	جلد ۱۲

فہرست مضامین

(قیمت سالانہ عہ طلباء سے عا غیر ممالک سے سے)

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ... [illegible]

کیا اب بھی نہ مانو گے کہ ایمان ثریا پر چلا گیا

مسیح موعود علیہ الصلٰوۃ والسلام کے ظہور کا پختہ نشان یہ ہے کہ اسوقت دین کا علم اور لوگوں کا ایمان ثریا پر چلا گیا ہوگا اور وہ فارسی الاصل اسے واپس لائیگا چنانچہ اسکے انفاس قدسیہ کی طفیل جو جو اسپر ایمان لائے انہوں نے ایمان اپنا ایمان محمد رسول اللہ کا لایا ہوا ایمان واپس پایا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لیکن جو اس بارگاہ سے دور ہیں وہ ابھی تک اپنی تقریروں اور تحریروں سے یہ ثبوت دے رہے ہیں۔ کہ مسلمانان در گورو مسلمانی در کتاب۔ خالصہ اخبار اور لائل گزٹ نے گورو گوبند سنگھ جی کے جنم دن کی یاد میں ایک خاص نمبر نکالا ہے اسمیں چند مسلمانوں کے مضامین بھی ہیں میں یہ تو نہیں کہتا۔ کہ مسلمانوں کے لئے کسی غیر مذہب کے لیڈر یا پیشوا کی جائز تعریف جائز نہیں مگر یہ ضرور کہونگا کہ کسی کی تعریف اسے نہیں کہتے کہ اپنے مذہبی اصول کو بھی خیر باد کہدیا جائے مثلاً ملاحظ فرمائیے منشی احمد خان صاحب کیفی بی اے اور ایل۔ ایل بی کی نظم کا پہلا مصرعہ جو وہ گورو گوبند سنگھ کی شان میں لکھتے ہیں ؎

تو وہ اللہ کا پیارا۔ وہ نبی وہ مرسل ؛ نخل ایمان تری وید سے لے آیا پھل

کوئی مسلمان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (سوائے مسیح موعود کے) کسی کے نبی صادق ہونیکا قائل نہیں اور نہ گورو گوبند سنگھ جی کو نبوت کا دعوٰی تھا نہ بلکہ انہیں نبی مانتے ہیں۔ باوجود اسکے گورو صاحب کو نبی اور مرسل کہنا۔ کیا اسلامی اصول کی ہتک نہیں اور اپنے مذہب اسلام کو خیر باد کہنا نہیں ہے۔

دوسری مثال۔ بابو محمد الدین صاحب خلیق جرنلسٹ ہیں۔ ان کو سوائے اسکے اور کوئی طریق گورو صاحب کی مدحت سرائی کا نہیں ملا کہ انہیں حضرت علی کا مثیل ثابت کرنا چاہا ہے اور گویا یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ دونو ایک ہی جوہر کے ٹکڑے ہیں کیا یہ شیعہ حضرات کے جذبات و محسوسات کو خواہ مخواہ چھیڑنے کا مترادف نہیں ہے اور کیا یہ حضرت علی کی گونہ ہتک نہیں جس نے تصوف سے بھی نفرت پیدا کرنا چاہی ہے کیونکہ خلیق صاحب نے ہمہ اوست کے مسئلہ کی آڑ میں اپنے معتقدات باطلہ کو چھپایا ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

قادیان

بابت ماہ فروری ۱۹۱۷ء

خاتم النبیین

"کل نبیوں کا خاتم"

حمد و نعت تمام ستائش اور شکریہ اس مالکِ حقیقی کے لئے ہے جس نے ہمیں عدم سے موجود کیا اور اپنے کلام کے ساتھ اپنی راستہ کو ہم پر ظاہر کیا اور ہزاروں درود اور سلام اس نبی پر ہے جس نے کمالات نبوت کو ختم کیا اور اس کے انتہائی درجہ پر پہنچا اور تمام انبیاء سے بڑھکر اس نے تربیت کا بیڑا اٹھایا اور اپنی اُمت کے لئے ہر ایک انعام اور خوبی کے پہنچانے کا ذریعہ تھا۔

ختمِ نبوت کے معنوں میں اختلاف اسکے بعد احباب پر واضح ہو کہ ان دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدہ خاتم النبیین پر بہت قیل و قال ہو رہی ہے بعض اس بات پر زور دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونیکے

یہ معنی ہیں کہ آپکا وجود نبیوں کے لئے روک اور باب نبوت کو مسدود کرنیکا ذریعہ ہے اور کچھ بعض یہ ثابت کرنیمیں کوشاں ہیں کہ آپکا وجود کسی انعام اور فضل کے لئے روک نہیں بلکہ ہر ایک انعام اور رحمت جو خدا تعالیٰ اپنی مخلوقات پر اس عالم میں کرسکتا ہے ہر ایک نعمت اور رحمت کا باعث وجود باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہر دو فریق اپنے استدلال میں قرآنی آیات کو ہی پیش کرتے ہیں جنمیں خاتم النبیّین کا لفظ وارد ہے

قرآن مجید اختلاف رفع کرنے والا ہے

چونکہ قرآن کریم اختلافوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے تا کہ قائم کرنے کے لئے اسلیئے یہ ناممکن ہے کہ ہر دو فریق کا استدلال متضاد دعووں بر قرآن کریم سے صحیح ہو۔ ضروری ہے کہ ایک فریق حق پر ہو۔ اور دوسرا باطل پر جو کتاب کہ دنیا کے اختلاف مٹانے کے لئے آئی اور وحدت کی رسی میں دنیا کو جکڑنے کے لئے آئی۔ اس کتاب کی نسبت ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ وہ ہر ایک متضاد خیال کی تائید کرتی ہے اور ہر ایک کی ہوا کے تابع ہوتی ہے وہ کتاب جو دوسرے کو یہ حکم دے کہ لا تتبع الهوىٰ اس سے کیونکر ممکن ہے کہ کسی ہوا کے متبع کا ساتھ دے پس ضرور ہے کہ خاتم النبیین کے معنے بیان کرنے میں ایک فریق حق پر ہو۔ اور دوسرا باطل پر ہو۔

خاتم النبیّین کے صحیح معنے از روئے لسان عرب

لہٰذا اس آیت کی تفسیر بہ رعایت قواعد لسان عربی احباب کیخدمت میں پیش کرتا ہوں اور ہر ایک ناظر سے اس امر کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے دل سے اپنے خیالات اور خواہشات کو نکال کر اور اپنے دل کو صرف حق لینے کے لئے تیار کرنے کے بعد اسکا مطالعہ کرے

سیاق سباق دیکھو

جہانتک میرے دیکھنے میں آیا ہے کم ہی لوگ ہیں جو اس آیت کی پوری تفسیر یا اس آیت کے ماقبل اور مابعد کو غور سے دیکھیں۔ یا اپنے آپ کو اس امر کی طرف متوجہ کریں کہ سیاق سباق کے لحاظ سے یہاں کیا مطلب ہے؟ اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ صرف لفظ خاتم النبیّین کو لیکر کہہ دیتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور یہ کہ اس پر اجماع ہے حالانکہ خاتم النبیّین کوئی جملہ نہیں جس سے کوئی خبر یا مطلب معلوم ہوسکے یہ ایک مرکب اضافی ہے جس سے کوئی واقعہ یا کوئی حکم ہرگز مستنبط نہیں ہوسکتا۔ کوئی مفرد جبتک کسی جملہ میں نہ واقع ہو۔ اور اسکا تعلق کسی نسبت حکمیہ کے ساتھ جب تک ظاہر نہ

کیا جائے تب تک وہ نہ کسی اور دلیل ہو سکتا ہے اور نہ کسی دلیل کا مقدمہ ہو سکتا ہے مناسب یہ ہے کہ پوری آیت کا بیان چاہئے اور ماقبل و مابعد پر پوری نگاہ ہو۔ تا انسان سمجھ سکے کہ یہ لفظ کس محل میں وارد ہوا ہے اور اس سے کیا مراد ہے ہ قبل اسکے کہ میں خاتم النبیّین کی حقیقت کو آشکارا کروں اس لفظ سے جس قدر آیت کا حصہ پہلے ہے اسکا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تا وہ یہاں خود ہی اس امر کی طرف راہنما ہو کہ لفظ خاتم النبیّین سے کیا مُراد ہے ؟

اس آیت کے چار حصّے

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔ اس آیت کے چار حصے کرتا ہوں ایک ماکان محمد ابا احد من رجالکم دوسرا حصہ ولکن رسول اللہ تیسرا حصہ وخاتم النبیّین چوتھا حصہ وکان اللہ بکل شیئ علیماً ؕ

پہلا حصہ پہلے حصّہ کا مطلب بالکل واضح ہے کہ محمد تمہارے مردوں سے کسی کے باپ نہیں اور اسکا ربط اس کے ماقبل کی آیات سے یہ ہے کہ زید کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے آنحضرت کا نکاح ہوا چونکہ زید کو آپ کا بیٹا کہا جاتا تھا بغیر اسکے کہ زید آپ کے نطفے سے ہو۔ صرف متبنّٰی کے طور پر تو اس نکاح پر مخالفین سے اس اعتراض کا خوف ہوا کہ کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ اپنے بیٹے کی بہو سے سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شادی کر لی ہے اللہ تعالیٰ نے رسم تبنّیٰ کو باطل ٹھہرایا اور فرمایا کہ زید بن حارث تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں پس آپکو زید کی مطلقہ سے نکاح کرنا کیوں جائز نہ ہو جبکہ وہ آپ کا صلبی بیٹا نہیں یہ آیت کے پہلے حصہ کا بیان ہے۔

لٰکن اس شبہ کے رفع کے لئے آتا ہے جو ماقبل سے پیدا ہو دوسرا حصہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ہے۔ اس حصہ میں لٰکن کا لفظ رکھا گیا ہے لٰکن کا لفظ ہمیشہ کسی شبہ کے ازالہ کے لئے اور کسی وہم کے رفع کرنیکے لئے اور کسی جائز سوال کے رفع کے لئے آیا کرتا ہے چنانچہ کتاب مسلم الثبوت میں اسکے متعلق یہ لکھا ہے۔ لکن خفیفۃ وثقیلۃ للاستدراک وھو رفع التوھم الناشی عن السابق و شرطہ الاختلاف کیفا ولو معنی۔ اور شرح جامی میں لکن کی تشریح یوں فرماتے ہیں۔ ولکن للاستدراک ومعنی الاستدراک رفع توھم یتولد من الکلام المتقدم تتوسط (اے لکن) بین کلامین متغائرین نفیا واثباتا معنی ای

تغائرًامعنویاو الضروری ھوالمعنوی یعنی لکن نون ساکن کے ساتھ ہو۔ یا مشدد کے ساتھ استدراک کے لئے ہی اور وہ یہ ہی کہ کوئی وہم جو پہلی کلام سے پیدا ہوا۔ اسکو مٹا دینا اور ہٹا دینا لاکن ہمیشہ دو کلاموں کے درمیان آتا ہے جنکا آپسمیں نفی اثبات کا فرق ہوتا ہے۔

آیت کے پہلے حصّے سے کیا شبہ پیدا ہوا

پس قبل اسکے کہ اس دوسرے حصّے کے بیان کو شروع کیا جائے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ آیت کے پہلے حصہ سے کونسا سوال پیدا ہوتا ہے جس کے جواب کے لئے لکن لایا گیا۔ اور کیا شبہ تھا جس کے دفعیہ کے لئے اس لفظ کو استعمال کیا گیا۔ کیونکہ جب تک کوئی سوال نہ ہو اور کوئی وہم نہ ہو تب تک اسکا ازالہ ناممکن ہی جبکہ حرف لکن استدراک کے لئے ہے اور وہ کسی وہم کے دفع کرنیکا نام ہے تو ضرور ہوا کہ ہمیں معلوم ہو کہ وہ کونسا خیال تہا جو کہ آیت کے شروع سے پیدا ہوتا تھا کیونکہ آیت کا شروع تو صرف یہی ہے کہ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں یہ امر ظاہر ہے کہ آیت کے نزول کیوقت آپکا کوئی صلبی بیٹا بقید حیات نہ تھا پس وہ کون سا شبہ ہی جس کے لئے مولا پاک نے لکن کا لفظ اسکے ازالہ کیلئے فرمایا۔

اس شبہ کا بیان

شبہ یہ ہے کہ اسی سورہ احزاب کے ابتداء میں جس میں آیت محولہ بالا نازل ہوئی پہلے ہی رکوع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان بیان کی گئی ہے جس سے کہ آپکی ازواج مطہرات تمام مومنوں کی مائیں قرار پائی ہیں جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ اَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ۔

یہ امر پوشیدہ نہیں کہ جس شخص کی بیویاں ہماری مائیں قرار پائیں وہ ضرور ہے کہ ہمارا باپ ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے ہمارا بالذات اور بلا واسطہ کوئی بھی تعلق نہیں۔ ہمارا تعلق براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے آپ کے واسطہ سے آپکے ازواج کے ساتھ بھی تعلق ہی۔ پس آنحضرت کے اس تعلق کا اثر جو ہمارے ساتھ ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ آپکی ازواج مطہرات ہماری مائیں بنیں اور آپ ہمارے والد بنے غرض اوّلاً و بالذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے باپ اور والد ہیں۔ اور انہی کے ذریعہ سے ازواج مطہرات بھی مائیں بنیں۔ پس

سورہ احزاب کے ابتدا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت مؤکد طور پر مومنوں کا باپ قرار دیا گیا ہے اب آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم میں یہ سنتے ہی کہ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں یہ شبہ فوراً پیدا ہو گا کہ ابھی اس سورت کے ابتدا میں آپ ہر مومن مرد و عورت کے ایسے باپ بنے تھے کہ آپ کے ازواج کو بھی مائیں قرار دیدیا گیا تھا۔ یہ کیونکر ممکن تھا کہ جس بات کا اقرار ابتدائے سورت میں کیا گیا ہے اس بات کا فی الفور اس سورت کے اندر انکار کر دیا جائے اور یہ کہدیا جائے کہ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہر ایک شخص جسے یہ بتایا جائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں تمام مومنوں کی مائیں ہیں وہ آپ کے باپ ہونے پر یقین کریگا اور یہ سنتے ہی کہ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں فطرتاً چونک پڑیگا اور حیرت زدہ ہو کر ضرور سوال کریگا کہ ابھی تو ایسے باپ بنے تھے کہ اپنی بیویوں کو بھی مائیں قرار دیدیا تھا اور یہاں آکر صاف انکار کر دیا۔ علاوہ ازیں اس سوال کے پیدا ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ سورہ کوثر میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کہ آپ سے دشمنی رکھنے والا ہی مقطوع النسل ہے نہ آپ سورہ ہذا میں بے اولاد ہونا آپ کے دشمن کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے یعنی آپکا دشمن ہی بے اولاد ہے تو ماکان محمد ابا احد من رجالکم (محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں) کان میں پڑتے ہی یہ نقشہ سامنے آگیا کہ جو بات آپ کے دشمن کے حق میں کہی گئی اور اس سے مخصوص تھی ٹھیک وہی بات آپ کے حق میں کہدی گئی بس اس آیت کے پہلے حصہ پر ضرور یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ آپکو سورہ احزاب کے ابتدا میں باپ ثابت کیا گیا یہاں اس سے کیوں انکار ہے اور سورہ کوثر میں بے پسر ہونا آپ کے دشمن کیساتھ مخصوص کیا گیا ہے یہاں یہ نقشہ آنحضرت پر کیوں چسپاں ہے کہ آپ بھی کسی مرد کے باپ نہیں پس ضروری تھا کہ اسکے بعد لکن کا لفظ لایا جاتا جو شبہات کے ازالہ کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔ اور یہی اس سے مقصد ہے۔

آیت کے دوسرے حصے کا بیان۔

ولکن رسول اللہ۔ مذکورہ بیان سے یہ امر اظہر من الشمس ہو چکا ہے کہ آیت کے پہلے حصہ سے ایک سوال پیدا ہوتا تھا جس کے ازالہ کے لئے دوسرا حصہ لایا

گیا جس کے ابتداء میں حرف لٰکن ہے جس کا کام ہی یہ ہے کہ خبر دے کہ پہلے کوئی شبہ تھا جس کے ازالہ کیلئے یہ کلام آرہا ہے جس کے پہلے لٰکن ہے اسی لئے یہ حرف ابتداء کلام میں نہیں آیا بلکہ دو کلاموں کے درمیان میں آتا ہے جو آپس میں متغائر ہوتی ہیں اگر پہلے میں کسی امر کی نفی ہے تو دوسرے میں کسی امر کا اثبات ہے اور اگر پہلے میں اثبات ہے تو دوسرے کلام میں اسکی نفی ہے یہ امر ظاہر ہے کہ آیت کے پہلے حصہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ وہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اب ضروری ہوا کہ لٰکن کے بعد جو کلام آیا ہے اسمیں کسی قسم کے باپ ہونے کا اثبات کیا جائے۔ اور یہ بتلایا جائے کہ جس قسم کے باپ ہونیکا اثبات سورہ احزاب کے ابتداء میں کیا گیا ہے اس سے انکار آیت کے پہلے حصہ میں نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہ انکار صرف جسمانی طور پر باپ ہونے سے ہے جس شان کا باپ ہونا اپنی امت کے لئے رسول کے حق میں ثابت ہے اس سے انکار اور اسکی نفی آیت کے پہلے حصہ میں مراد نہ تھی۔ بلکہ یہاں پر جس قسم کا زید کو وہ لوگ بیٹا بنانا چاہتے تھے اسی قسم کے باپ ہونے سے انکار ہے لیکن روحانی تعلق جس کو سورہ احزاب کے ابتداء میں باپ سے تعبیر کیا گیا ہے وہ تعلق ویسے کا ویسا قائم ہے اسکے لئے اللہ تعالیٰ نے لٰکن رسول اللّٰہ کا لفظ فرمایا۔ لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ہر رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے

جیسا کہ ہر ایک رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے اور ہر ایک رسول سے دنیا میں مومن جنا کرتے ہیں اور مومن بیٹے پیدا ہوا کرتے ہیں ویسے ہی مومن بیٹے آپ کے ہیں اور ہوا کرینگے اور آپ ان کے لئے باپ ہیں۔ چنانچہ اس امر کے متعلق بعض مفسرین کی یہی رائے لکھی جاتی ہے دیکھئے نواب صدیق حسن خان تفسیر فتح البیان میں نسفی سے نقل کرتے ہیں۔ قال النسفی وکل رسول ابو امتہ فیما یرجع الی وجوب التوقیر والتعظیم لہ علیہم و وجوب الشفقۃ والنصیحۃ لہم علیہ۔ یعنی نسفی نے کہا کہ ہر ایک رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے امت پر واجب ہے کہ اسکی تکریم و تعظیم کریں اور رسول پر واجب ہے کہ ان پر شفقت اور انکے لئے نصیحت فرمائے اور ایسا ہی جمل شارح جلالین نے لکھا ہے وکل رسول ابو امتہ۔

پس رسول کے لئے اپنی امت کا باپ ہونا لازم ہے لہٰذا بجائے اسکے کہ یہ کہا جاتا ولٰکن

ابوالمومنین لکن رسول اللّٰہ کہا گیا کیونکہ الکنایۃ ابلغ من الصریح والاستعارۃ اوقع فی النفس اسلئے رسول بولکر اسکے لازم معنی کی طرف اشارہ کیا گیا

حاصل مطلب آیت کے دونوں حصّوں کا۔

پس حاصل مطلب آیت کے دونوں حصوں کا ملکر یہ ہُوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم تمہارے مردوں میں سے کسی کے بھی ایسے باپ تو نہیں کہ جسمانی طور پر آپ کا کوئی بیٹا ہو۔ ہاں رسول ہونے کی حیثیت سے سب مومنوں کے باپ ہیں اور اس سے کوئی انکار نہیں چنانچہ محمد علی صاحب ایم۔ اے اپنے تازہ ٹریکٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ماکان محمد ابا احد من رّجالکم تو اس سے سننے والے کے دل میں ایک شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ اسمیں تو ہر ایک قسم کی ابوت کی نفی ہو گئی کیا جسمانی اور کیا روحانی اسلئے فرمایا ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیّین اللہ کے رسول اسلئے آتے ہیں کہ لوگوں کی روحانی تربیت کریں تو چونکہ وہ روحانی طور پر لوگوں کی تربیت کرتے ہیں اسلئے وہ روحانی طور پر لوگوں کے باپ ہوتے ہیں اسلئے یہاں رسول اللہ کا لفظ اختیار فرمایا کہ اس سے آپکی روحانی ابوت کا اثبات ہو“

مفسّرین کی شہادت غیر احمدیوں پر اور ایم اے کی شہادت غیر مبایعین پر حجت ملزمہ ہے۔ کہ آیت کے پہلے حصہ سے روحانی و جسمانی دونوں قسم کی ابوت کا انکار سمجھ میں آتا تھا تو آیت کے دوسرے حصّہ سے لفظ رسول اللہ کے ساتھ روحانی باپ ہونا ثابت کیا گیا ہے اور اسی مقصد کے لئے حرف لکن کے بعد رسول اللہ کو لایا گیا ہے اب آیت کے تیسرے حصے کی تفسیر گوشگذار کیجاتی ہے۔

آیت کے تیسرے حصّہ کی تفسیر

تیسرا حصّہ آیت کا خاتم النبیّین ہے جس کے معنے لوگوں نے یہ بیان کئے ہیں کہ نبیوں کو بند کرنے والا نبیوں کے لئے روک نبیوں کے سلسلے کو یکسر مٹانے والا وغیرہ وغیرہ۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس لفظ کے کیا معنے ہیں؟ ماقبل سے ان کو کیا ربط ہے اور ایسے معنی کا اس آیت میں کوئی محل بھی ہے یا نہیں؟ سو واضح ہو کہ خاتم النّبیّین کوئی جملہ نہیں کہ ہم کہیں کہ یہ مستقل طور پر کسی سوال کے جواب میں ہی اور کسی خاص مدعا کو یہ اپنے اندر لئے ہوئے ہے بلکہ یہ مفرد ہے جسکا بدوں ماقبل کے ربط کے کوئی مطلب نہیں ہو سکتا اور کسی امر کے لئے یہ مثبت نہیں ہو سکتا پس اب دیکھنا یہ ہی کہ آیا کلام میں اسکو علیحٰدہ رکھا گیا ہے۔ یا ماقبل کے ساتھ اسکو باندھا گیا ہے۔

واوِ عاطفہ پر غور کرو

اس امر کا معلوم کر لینا کہ یہ کلمہ آزاد نہیں بلکہ اپنے ماقبل کیساتھ مربوط ہی نہایت آسان ہی کیونکہ اس لفظ خاتم النّبیّین سے پہلے حرف واو ہے جو کہ اپنے مابعد کو اپنے ماقبل کیساتھ باندھنے اور جمع کر دینے کے لئے وضع کیا گیا ہے واو کا مابعد اپنے ماقبل سے ہرگز مستغنی اور آزاد نہیں جملہ ہونے کی حالتمیں بھی واو کا مابعد اپنے ماقبل سے کامل رابطہ اور تعلّق رکھتا ہے چہ جائیکہ مفرد ہو جملے کو تو اپنی ذات میں استقلال بھی ہی کہ وہ خود بالذّات کسی خبر یا طلب کا علم مخاطب کو دے سکتا ہی پھر بھی واو کے ساتھ ملنے سے واو کے ماقبل کے ساتھ مربوط ہو جاتا ہے پس وہ مفرد جو علٰحدہ ہونے کی حالتمیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا اسکو اپنے ماقبل سے کیونکر آزادی ہو سکتی ہی حاصل یہ ہی کہ لفظ خاتم النّبیّین سے پہلے حرف واو ہے جسکو حرف عاطفہ کہتے ہیں عطف کے معنے پھیرنے اور لوٹا لینے کے ہیں حرف عاطفہ وہ حرف جو کسی کو موڑ کر اور لوٹا کر لے آوے اسکے بعد جو کلمہ ہو اسکو معطوف اور اس سے ماقبل کو معطوف علیہ کہا جاتا ہی یعنے حرف واو اپنے مابعد کو موڑ کر اپنے ماقبل سے ملا دیتی ہے جو حالت ماقبل کی ہوتی ہے وہی مابعد کی کر دیتی ہے اپنے سے پہلے اور پچھلے کلمہ کو یکساں ایک حکم میں کر دیتی ہے یعنی دونوں کو ایک رنگ میں رنگین کر دیتی ہے جو امر پہلے کی طرف منسوب ہوتا ہی وہی دوسرے کی طرف منسوب ہوتا ہے اس مثال سے یہ امر واضح ہو سکتا ہے جاء زید وعمرٌو زید و عمر کے درمیان واو ہے جس کے معنے "اور" کے ہیں اسکی غرض یہ ہی کہ عمر کو زید کی طرف موڑ لائے ان دونوں کو ایک کام میں شریک بنائے جاء زیدٌ وعمرٌ میں جیسا زید آیا ویسے ہی عمر آیا۔ آنیکا فعل دونوں سے سرزد ہوا۔ اسی طرح ضربت زیدا وعمرا یعنے میںنے زید و عمر کو پیٹا۔ اس فقرہ میں زید و عمر کی ایک ہی حالت ہی یہ نہیں کہ زید پٹے اور عمر نہ پٹے پس حرف واو ایسا حرف ہے کہ وہ اپنے آگے پیچھے کو یکساں کر دیتا ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ واو کے ماقبل کا کوئی اور مطلب ہو اور اسکے مابعد کا کوئی اور

اس مسئلہ کو واضح کرنیکے لئے ایک اردو میں مثال پیش کرتا ہوں جیسے کہ کسی مدرسہ میں کسی معلّم کی ضرورت ہو تو ایک شخص یہ رائے پیش کرے کہ زید کو اس خدمت پر لگایا جائے پھر کوئی کہے کہ زید مدرسی کے لائق نہیں گو لیکچرار اور بی اے ہے اس مثال میں جیسا کہا گیا کہ زید مدرسی کے لائق نہیں تو اسپر یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ شائد علم کے نہ ہونے کے سبب سے ہے تو اسکا

جواب دیا گیا کہ جب وہ لیکچرار ہے تو بدوں علم کے لیکچرار کس طرح ہوگا پھر وہ بی اے ہے یہ بڑھ کر بات ہے اس مثال میں لیکچرار اور بی اے کا لفظ دونوں اس سوال کا جواب ہیں جو پہلے جملے سے پیدا ہوا ہے اور لفظ "اور" نے ان دونوں لفظوں کو ایک ہی رنگ میں کھینچ کر دیا ہے جیسا کہ لیکچرر ہے اس سے بڑھ کر لفظ بی اے ہے۔

پس اسکے سمجھ لینے کے بعد آؤ ہم غور کریں کہ "خاتم النبیین" جو آیت کا تیسرا حصہ ہے اسے آیت کے دوسرے حصے "ولکن رسول اللہ" کیساتھ کیا تعلق ہے کیونکہ رسول اللہ اور خاتم النبیین کے درمیان حرف واؤ ہی جو خاتم النبیین کو موڑ کر رسول اللہ کے ساتھ ملا دیگی۔ جس

جس مقصد کے ثابت کرنیکے لئے "رسول اللہ" آیا ہے۔ اسی کے لئے "خاتم النبیین" ہے نہ کہ اس کے خلاف

مقصد کے لئے رسول اللہ کا لفظ آیا ہے اس مقصد کے لئے خاتم النبیین کا لفظ ہوگا یہ ناممکن ہے کہ رسول اللہ تو کسی بات کے ثابت کرنیکے آئے اور خاتم النبیین اسکی نفی کرنیکے لئے آئے ضروری ہوگا کہ جس مدعا کو رسول اللہ کا لفظ ثابت کر رہا ہے اسکی تاکید مزید خاتم النبیین سے ہو۔ یاد کرو کہ رسول اللہ کا لفظ مذکورہ بالا بیان میں ثابت ہو چکا ہے کہ آپکی روحانی ابوت کے ثابت کرنیکے لئے آیا ہے یعنے آپ مومنین کے روحانی باپ ہیں۔ پس ضروری ہے کہ خاتم النبیین بھی اسی مقصد کو پورا کرنیکے لئے اس آیت میں لایا جاوے یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ معطوف علیہ کی طرف کسی اور امر کو منسوب کیا جائے اور معطوف کی طرف کسی دوسرے کو یہ ناممکن ہے کہ جاء زید و عمر میں زید کی طرف تو آنیکی نسبت کیجائے اور عمر کو اس سے خالی رکھا جائے بلکہ کچھ اور ہی اسکی نسبت منسوب کر دیا جائے اس مسئلہ کو اور واضح کرنیکے لئے یہ طرز رکھی ہے کہ معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ رکھیں تو کلام کی صحت اور صدق میں کوئی فرق نہ آئے مثلاً زید و عمر آیا میں عمر و زید آئے کہدیا جائے تو اسے آگے پیچھے کرنے میں کلام کی صحت اور صدق میں کوئی فرق نہیں آتا۔ بلکہ ہر دو جملوں کا بھی یہی مطلب ہوگا کہ یہ دونوں آئے پس ہم لفظ خاتم النبیین کو مشہور معنے کے لحاظ سے جو کہ نبیوں کو بند کرنیوالا ہے رسول اللہ کی جگہ رکھکر دیکھتے ہیں تو کلام کی تقدیر یوں ہوئی ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن خاتم النبیین و رسول اللہ اب دیکھئے کہ جو سوال آیت کے پہلے حصہ پر پیدا ہوا تھا کہ آپکے باپ ہونے کی نفی سے روحانی جسمانی دونوں قسم کی نفی ہو جاتی ہے اسلئے رسول اللہ کو لایا گیا تھا کہ آپ روحانی باپ ہیں۔ آیا

خاتم النبیین بھی یہی بات ثابت کرتا ہے کہ آپ روحانی باپ ہیں کیونکہ اس تقدیر پر معنے کلام کے یوں ہونگے کہ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن نبیوں کو بند کرنے والے ہیں غور کیجئے کہ سوال تو یہ تھا کہ آپ روحانی باپ بھی ہیں یا نہیں؟ جواب یہ ملتا ہے۔ کہ آپ نبیوں کو بند کرنے والے ہیں یہ کلام تو اس بات کا جواب ہو سکتی تھی کہ کسی کو یہ شبہ اٹھتا کہ اسکے بعد کوئی نبی ہوگا یا نہیں لیکن یہ سوال کسی طور سے اس فقرہ سے نہیں اٹھ سکتا کہ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اسپر تو یہی سوال اٹھ سکتا تھا کہ آپکی روحانی ابوۃ کی نفی ہو گئی جسکا اثبات لٰکن رسول اللہ سے کیا گیا لیکن خاتم النبیین کا لفظ مشہور معنے کے اعتبار سے باوجود معطوف ہونیکے بالکل اپنے ماقبل کے خلاف چل رہا ہے اور اس معنے کے اعتبار سے اگر معطوف علیہ کی جگہ پر رکھیں تو روحانی جسمانی دونوں قسم کی ابوتوں کی نفی ہو جاتی ہے اس فقرہ کا کہ محمد کسی کے باپ نہیں اور آپکے بعد کوئی نبی بھی نہیں لیکن آپ نبیوں کو روکنے والے ہیں سوائے اسکے کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ آپ نعوذ باللہ دونوں طرح سے ابتر ہوئے ان لوگوں پر تعجب ہے جو ما کان محمد ابا احد من رجالکم سے یہی سوال بیان کرتے ہیں کہ آپکی روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے باپ ہونے کی نفی ہوتی تھی لٰکن رسول اللہ سے آپکا روحانی باپ ہونا ثابت کیا گیا ہے پھر خاتم النبیین کو اسی پر معطوف سمجھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ معطوف و معطوف علیہ ایک حکم میں ہوتا ہے پھر معلوم نہیں کہ کونسا پردہ دماغ پر پڑ جاتا ہے اور کیا حجاب دلمیں واقع ہو جاتا ہے کہ یہاں تمام علم و قواعد لسان کو کھو بیٹھتے ہیں عربی چھوڑ اردو پنجابی۔ غرض اپنی مادری زبان سے بھی اسوقت بے بہرہ ہو جاتے ہیں پس جبکہ اس امر میں ذرا بھی شک کی گنجائش نہیں اور نہ شبہ کو مجال ہے کہ حرف واؤ جو بمعنی اور ہے جب یہ دونوں کے درمیان عطف کرے تو دونوں ایک ہی حکم میں شریک ہوتے ہیں جو ایک کا مدعا ہوتا ہے وہی دوسرے کا مدعا تو کیوں رسول اللہ کا لفظ آیت متذکرہ بالا میں آنحضرتؐ کی ابوت روحانی کو ثابت کرے اور خاتم النبیین اسکی نفی کرے اللہ تعالے زیغ فہم سے بچائے یہ کیسا صریح ظلم ہے کہ واؤ کے ماقبل کو واؤ کے مابعد سے مخالف قرار دیا جاتا ہے یا تو خاتم النبیین کو رسول اللہ کے تابع کرو جبکہ وہ روحانی ابوت کو ثابت کرتا ہے یہ بھی روحانی ابوت کو ثابت کرے خاتم النبیین اگر روحانی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں کی نفی کرتا ہے تو رسول اللہ کو بھی مومن بیٹوں کی نفی کے لئے تجویز کرو۔ تا نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی جسمانی

نسل سے خالی جانو ۔ لفظ خاتم النبیین رسول اللہ کی صفت نہیں تا یہ سمجھا جائے کہ کیسا رسول ایسا رسول جس کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے اگر صفت ہوتا تو یہ فضول معنی اسکے تجویز ہو سکتے تھے ۔ مگر یہ تو معطوف ہے صفت نہیں پس ثابت ہوا کہ یہ معنی خاتم کے لینا کہ آپ سلسلہ نبوت کو یکسر مٹانیوالے ہیں ہرگز ہرگز اس آیت میں صحیح نہیں ۔

جب مذکورہ بالا بیان سے یہ امر قطعی طور پر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ خاتم النبیین سے یہ مراد لینا کہ اسکے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور آپ نبوت کو بند کرنے والے ہیں کسی طرح اس آیت میں چسپاں نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ وہ معنی اپنے ماقبل کیساتھ قطعاً ربط نہیں کھاتے بلکہ اس سے قطعی طور پر مخالف ہیں جس سوال کو لفظ رسول اللہ اٹھاتا ہے یہ معنے اس سوال کو پھر نئے سرے سے مضبوط کر دیتے ہیں اور معطوف علیہ کی جگہ رکھنے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہ کہنا بالکل لغو ہے کہ رسول اللہ کے لفظ پر یہ سوال پیدا ہوتا تھا ۔ کہ کس قسم کا رسول ہے جس کے جواب میں کہا گیا کہ یہ ایسا رسول ہے جس کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا کیونکہ یہ سوال و جواب تب صحیح ہوتا کہ رسول اور خاتم باہم صفت موصوف ہوتے لیکن یہ صفت موصوف نہیں ۔ صفت موصوف کی مثال جیسے کوئی کہے کہ مجھے کوئی ملازم چاہئے اسپر سوال ہوگا کیسا ملازم جس کے جواب میں وہ کہیگا جو کہ کاتب ہو یا خیاط یا باورچی ہو وغیرہ وغیرہ ۔ غرض جو کہ مفرد پر سوال ہوتا ہے ۔ اسکا جواب اسکی صفت بیان کرنے اور اسکو موصوف قرار دینے سے ہوتا ہے نہ یہ کہ سوال تو یہ ہو کہ کیسا ملازم ؟ جواب یہ ہو ۔ اور کاتب بھی چاہئے ۔ "اور" جو حرف عطف ہے وہ صاف بتا رہا ہے کہ یہ ملازم کی صفت نہیں بلکہ ملازم کے علاوہ کاتب کی بھی درخواست ہے اسی طرح رسول اللہ اور خاتم النبیین کے درمیان حرف عطف ہے جو خاتم کے صفت ہونیسے مانع ہے علاوہ ازیں یہ امر بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ سے اگر کوئی وہم اٹھتا تھا تو اسکے دفع کرنے کے لئے حسب دستور سابق لکن کا لفظ لانا چاہئے تھا کہ جو حرف دفع وہم کے لئے مقرر ہے اسی لفظ کے ساتھ سوال کا ازالہ کیا جاتا پس یہ قول کہ ولکن رسول اللہ پر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ کیسا رسول جس کا جواب خاتم النبیین ہوا سرتا پا بے معنی اور باطل ہے ۔

اب بالطبع یہ سوال پیدا ہوگا کہ جب خاتم النبیین سے وہ مراد جو مشہور ہے لینا ہر طرح نادرست ہوا تو آخر خاتم النبیین سے کیا مراد اور کیا منشاء ہے؟ تا یہ لفظ آیت کے اندر بے معنی نہ ہو ۔ سو واضح ہو کہ لفظی معنی میں تو کچھ اختلاف نہیں کیونکہ خاتم کے معنی مہر اور النبیین سے مراد نبی اور پیغمبران جسکا مرکب یہ ہوگا کہ آپ یعنی

آنحضرت نبیوں کی مُہر ہیں یہی معنے لفظی ہیں اور انمیں کوئی مخالفت نہیں کر سکتا۔ ہاں انکی تشریح ایک تو وہ ہے جو لوگوں نے کی ہے کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہو آپ سلسلۂ نبوت کو بند کرنیوالے ہیں جسکا ابطلان ہم بخوبی ثابت کر چکے ہیں ہمارے نزدیک اسکی تشریح یہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے ہی نبی بن سکینگے یہی وہ معنے ہیں جو اس آیت میں چسپاں ہوتے ہیں اور ماقبل وما بعد سے ربط کھاتے ہیں کیونکہ جو شبہ اس بات پر پڑتا تھا کہ آنحضرت تمہارے مردوں سے کسی کے باپ نہیں اسکا جواب اللہ تعالےٰ نے دو طرح سے دیا ایک یہ کہ وہ رسول اللہ ہیں پس وہ مومنین کے پیدا کرنیکے باعث ہیں اور ان کے باپ ہیں پھر اس سے ترقی کی اور یہ جوابدیا کہ ان کے فیضان سے عام مومنین کیا انبیاء ہونگے۔ پس اس معنی کے سوا اور کوئی معنی اس آیت میں چسپاں نہیں ہو سکتے اور یہ عین لفظی ترجمہ ہو

جسمیں ہمنے کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ سیاق سباق سے مطابق لغت مسلّمہ اہل زبان جو معانی ہو سکتے ہیں۔ وہی بیان کر دیئے اور کرینگے یہ انصاف پر ہے کہ آپ ہر قسم کے بیرونی اثرات سے خالی الذہن ہو کر محض خدا کیلئے اسمیں غور کریں کیونکہ اس آیت پر ایک ایسے مسئلہ کا دارومدار ہے جس پر اس زمانے میں کہ ایک مدعی نبوت و رسالت ظاہر ہو چکا ہے کفر و ایمان کا دارومدار ہے ایک مومن کیلئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ بلا تحقیق خود بخود ایک عقیدہ بنالے رکھے اور اسکے خلاف ناحق سمجھے قرآن مجید کو مقدم کرو اور اسکے مقابل پر کسی کی بھی پروا نہ کرو خواہ وہ کتنا بڑا مولوی ہو۔

لفظ خاتم النبیین کی اصل حقیقت

خاتَم بفتح تاء و بکسر تاء ہر دو لفظ بمعنی مُہر آئے ہیں جیسا کہ فتح البیان میں ہو الخاتم بفتح تاء کالخاتم یتزینون بکونہ منہم معنے یہ ہوئے کہ آپ مہر ہیں نبیوں کی کہ جس پر اسکا نقشہ جم جائے اور وہ آپکا ظلی طور پر کامل دائم بروز ہو نبی ہو سکتا ہے غرض آپ نبیوں کے باپ ہیں آپکی نسل میں نبی بھی ہو سکتے ہیں۔

اسکا ماقبل سے ربط

آیت کے پہلے حصہ سے جو سوال اٹھا تھا کہ آیا آپکی روحانی ابوت کی تو کہیں نفی نہیں ہو گئی اسکا جواب تو یہ دیا کہ آپ رسول ہیں ہر ایک رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے پس یہ بھی اپنی امت کے باپ ہیں لیکن اتنا کہدینے سے آنحضرت کے دیگر انبیاء کے مقابل میں کوئی فضیلت نہیں ثابت ہوتی تھی کیونکہ جب ہر ایک رسول اپنی امت کا باپ ہے

اسی طرح یہ بھی اپنی امت کے باپ ہیں مگر خدا تعالےٰ نے اپنے نہایت پیارے رسول کو ایسی حالت میں کیونکر چھوڑ سکتا تھا۔ اسلئے فرمایا کہ وہ صرف رسول اللہ ہی نہیں کہ انکی اولاد عام مومنین ہوں بلکہ وہ ایسا ہے جس کی مہر سے نبی بنینگے وہ نبیوں کا باپ ہے پس اس معنی کے اعتبار سے لفظ خاتم النّبیّین کو اپنے معطوف علیہ کی جگہ پر رکھکر دیکھو کیسے اس شبہ کو دُور کرتا ہے جو کہ آیت کے پہلے حصّہ سے پیدا ہوا تھا معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ پر رکھنے سے یہ معنی پیدا ہونگے کہ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں وہ تو نبیوں کا باپ ہے جو نبیوں کا باپ ہو وہ تو تمام مومنین کا دادا ہے کیونکہ عام مومنین تو اسکی اولاد میں بالاولیٰ داخل ہیں۔

رسول اللہ کو پہلے اور خاتم النّبیّین کو بعد لانے کی حکمت

لیکن اس سوال کا جواب کہ آیت میں جبکہ خاتم النّبیّین بھی وہی مطلب ادا کرتا تھا جو کہ رسول اللہ ادا کرتا ہے اور پھر اس کو پیچھے کرنے اور رسول اللہ کو پہلے لانیکی کیا وجہ ہے؟ سو واضح ہو کہ سلوک سبیل الترقی کلام میں ترقی کی راہ اختیار کرنی کلام کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی ہے پس پہلے عام مومنین کا باپ ہونیکا اثبات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے کیا ہے اسکے بعد خاص بندوں نبیوں کی ابوت کا اثبات آپ کے لئے کیا گیا ہے اسکی نظیر نفی میں اللہ تعالےٰ کا یہ قول ہے لا تاخذہ سنۃ ولا نوم پہلے اونگھ کی نفی کی گئی ہے پھر نیند کی کیونکہ اونگھ عام ہے نیند خاص ہے اسی طرح مومن عام اور نبی خاص ہے مومن ہی ترقی کرتے کرتے نبی بنتا ہے نیز اگر رسول اللہ کی بجائے خاتم النّبیّین کو رکھا جائے تو رسول اللہ کے ذکر سے کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ خاص کے ذکر کے بعد عام کے ذکر کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ جس کی مہر سے نبی ہو سکتے ہیں اور جس کی روحانی توجہ نبی تراش ہے عام مومنین تو بالاولیٰ اسکے وجود سے کثرت کے ساتھ پیدا ہونگے پس لفظ خاتم النّبیّین کو ماقبل کیساتھ ربط دینے سے یہ امر اظہر من الشمس ہوگیا کہ یہ نبوت کو بند نہیں کرتا بلکہ آنحضرت فداہ ابی و امّی کے ماتحت اس فیضان کو حاصل کرتا ہے۔

یک قدم دوری ازاں عالیجناب ٭ نزد ما کفر است خسران و تباب

آیت کے چوتھے حصّہ کی تفسیر۔

آیت کا آخری حصّہ وکان اللہ بکل شیئٍ علیماً ہے جس میں اللہ تعالےٰ کا ذکر اسکے خاص اسم ذات سے ہے نہ کسی ضمیر سے اسکے بعد اللہ تعالیٰ کے صفات میں سے صفت علیم

کا ذکر ہے جو کہ مبالغہ کا صیغہ ہے جسکے معنی بہت بڑا جاننے والا کثیر علم رکھنے والا ہی جس کیساتھ لفظ احاطہ وشمولیت بکل شیٔ بھی موجود ہی خلاصہ یہ کہ آیت کے آخر میں خداتعالےٰ نے اپنا نام لیکر اس امر کا اظہار فرمایا ہی کہ میں اللہ ہر ایک چیز کو نہایت درجہ کا جاننے والا ہوں جس قدر آیات کے فواصل ہیں ان کے ساتھ اسماء الٰہیہ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ آیت اسی صفت کا ظہور ہوجاتی ہی اسکی ایسی مثال ہی جیسے کوئی شخص اپنی بہادری کے کام کا ذکر کرے اسکے بعد اپنے جواد اور سخی ہونیکو بتائے۔ اسی طرح آیات میں افعال الٰہیہ کا بیان ہوتا ہے آیت کے آخر میں جو صفت اس فعل کا منشاء ہوتی ہی اسکا ذکر کیا جاتا ہی و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ گناہ کی مغفرت کا ذکر کیا پھر اس صفت کا ذکر کیا جس سے یہ فعل پیدا ہوتا ہے۔ اب ہم وما کان محمد ابا احد کے آخرین حصہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں پس اسمیں اللہ تعالےٰ نے اپنی صفت علیم کو بیان کیا ہے اور بکل شیٔ کے ساتھ اس صفت کو اور شاندار بنایا ہے ضرور ہے کہ اس آیت میں کسی ایسے باریک اور عمیق نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہو جسکو نزول آیت کے وقت لوگ نہیں جانتے تھے۔

اور آنکی قوت اور ادراک سے وہ نکتہ بالاتر تہا۔ اور وہ کوئی ایسی بات ہے جو کہ آیت کے نزول کیوقت غیب کے خزانوں میں محفوظ تھی جو کہ اسوقت کے لوگوں کے مشاہدہ میں نہ آسکتی تھی پس اس لحاظ سے آیت کے اجزاء پر غور کرنی چاہیے کہ کونسی ایسی جزء ہے جو کہ نہایت عمیق اور جسکا ادراک مشکل ہے سو واضح ہو کہ آیت کا پہلا حصہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ محمدؐ مردوں میں سے کسی ایک کا باپ نہیں یہ امر کوئی مشکل نہیں۔ اس امر کا ادراک تو کفار بھی کرتے تھے۔ اور وہ جانتے تھے کہ آنکی نرینہ اولاد نہیں ہے پس یہ کوئی باریک خیال اور لطیف نکتہ نہیں ہوسکتا دوسرا حصہ لکن رسول اللہ ہے اسکا ادراک کرنا اور یہ کہ رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے یہ کوئی امر دقیق نہیں کیونکہ مومن بیٹے اسکے گرد وپیش اس کثرت سے موجود تھے اور ایسے وہ تربیت یافتہ تھے کہ آنحضرت کے عام مومنین کا روحانی باپ ہونے میں کسی کو شک نہیں ہوسکتا تہا۔ اور اس سے پہلے کثیر التعداد رسول آبھی چکے تھے۔

بکل شیٔ علیما میں کیا نکتہ تھا؟

تیسرا حصہ خاتم النبیین ہے جسکے معنی ہم ثابت کرچکے ہیں کہ ابوالانبیاء ہے بیشک یہ ایسی بات ہی جسکا ادراک اسوقت بہت مشکل تہا۔ کیونکہ آنحضرت جیسا کوئی نبی اسوقت موجود نہ تہا کہ اسکو دیکھکر آپ کو نبیوں کا

باب سمجھ لیتے نہ کوئی صحابہ میں سے آپ کے بعد امتی نبی ہونے والا تھا نہ تابعین میں سے کہ کسی صحابی کو اسکا مشابہ ہوجاتا۔ غرض نزول بقہ میں اسکی کوئی نظیر نہ تھی کہ کوئی نبی بھی ایسا ہوا کہ تا ہی جسکی پیروی سے اور اتباع سے کوئی نبی بن سکتا ہو۔ اور ایسے انسان کا وجود جو کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہو آنحضرت تک کوئی اسکا مثیل اور شبیہ نہیں پایا گیا اسلئے اس آیت کے نزول کے وقت میں جو لوگ تھے نہ ان کے سامنے کوئی ایسی نظیر تھی نہ گذشتہ واقعات کی تاریخ میں کسی ایسے انسان کا پتہ چل سکتا تھا کیونکہ پہلے کوئی نبی خاتم النبیین کے عہدہ پر ممتاز نہیں ہوا۔ اسواسطے امتی نبی کا ادراک کرنا نہایت مشکل تھا نبی نے تو تیرہ سو برس بعد میں آنا تھا اور اسی کے وجود سے اس علم غیب نے مشہود ہونا تھا ایک تیرہ سو سال آئندہ کی بات کس کی آنکھ تھی کہ اسکو تاڑتی اور کسکی عقل تھی کہ یہاں تک پہنچتی یہ راز سر بمہر پڑا رہا یہانتک کہ وہ ظاہر ہوا جسکا انتظار یہ آیت مدتوں سے کر رہی تھی اور جس کی طلب میں دونوں ہاتھ پھیلا رہی تھی۔ **وہ خدا کا مسیح موعود ہے** جس کے ظہور نے ثابت کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے باپ ہیں۔ غرض اس امر کا ادراک کہ آپ کے فیضان سے نبی بھی ہو سکتے ہیں نہایت مشکل تھا کیونکہ اسوقت کوئی ظاہری نمونہ نہ تھا اسلئے خدا تعالےٰ نے وکان اللّٰہ بکل شیءٍ علیما کہکر بتا دیا کہ یہ ابھی خدا کے علم میں ہی اسکا ظہور کبھی ہوگا اگر خاتم النبیین کے معنے یہ کئے جائیں کہ آپ نبیوں کو روکنے والے ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو یہ کوئی باریکی نہیں اور نہ کوئی علمی نکتہ ہی نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کرینگے اسلئے آپ کے بعد کوئی نبی آنیوالا نہیں۔ نبی خدا کی کلیں ہوتی ہیں انپر یہ گمان کرنا کہ وہ کوتاہی کرتے ہیں سیاہ دلی کے نشان ہیں کسی نبی نے کبھی کوتاہی نہیں کی۔ اگر آئندہ کسی کا انتظار کوتاہ بنا سکتا ہی تو کیا آنحضرت کے بعد مجدد اور مسیح موعود کا انتظار نہ تھا پس یہ بات کہ آپ نبیوں کے بند کرنے والے ہیں کوئی علمی بات نہ تھی جس کے لئے خدا تعالےٰ بطور فخر کے یہ فرماتا کہ میں خدا ہوں ہر ایک چیز کو کما حقہ جاننے والا ہوں آخر کوئی علمی بات تو ہو کہ جس پر یہ فخر کیا جائے۔ اب اس آیت کی تفسیر ہو چکی جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ آیت نعمت نبوت کو روک نہیں سکتی بلکہ آنحضرت کے ماتحت اس نعمت کو دیتی ہے پہلے نبیوں میں اور آپ میں فرق ہی یہی ہے کہ آپ انسان کو انتہائی کمال نبوت تک پہنچا سکتے تھے چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: ؎ وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ✣ نام اسکا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے۔

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر + لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے + اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے + میں جاؤں اسکے وارے بس ناخدا یہی ہے

اور حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔ "یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا اسکے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جسمیں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا ہے کہ ایک پہلو سے وہ اُمتی ہے اور ایک پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم بنایا یعنی آپکو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دیگئی اسی وجہ سے آپکا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپکی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپکی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی" (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶-۹۷)

آیت کے مابعد پر نظر

اس بیان میں کہ اس آیت کے مابعد کی آیات جو ہیں وہ کس بات کی تائید کرتی ہیں آیا اس امر کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعمت نبوت کو بند کرنیکے لئے آئے ہیں اور پہلے جو چشمہ تھا اسکو نہر بنانے یا جو نہر تھی اسکو سمندر بنانے کے لئے آپکا وجود اس عالم میں رحمۃ للعٰلمین بنکر ظاہر ہوا۔ اس آیت کے مابعد جسقدر آیات آئی ہیں ان میں سے ہر ایک کی تفسیر کرنا تو بہت وقت چاہتا ہے اور جس کی اس چھوٹے سے مضمون میں گنجائش نہیں اسلئے اسجگہ ان آیات کو ذیل میں لکھکر ان کے مقابل میں انکا ترجمہ دیا جاتا ہے سیاَیُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ (ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ کو نہایت کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اسکی تسبیح کرو۔ وہ اور اسکے فرشتے تم پر صلوۃ اور رحمت کرتے ہیں اور کرینگے اور وہ مومنوں پر نہایت مہربان ہے انکو تحفہ اس سے ملاقات کے وقت سلامتی کا ملیگا

اور اسنے انکے لئے عزّت کی عطا تیار کی ہے اے نبی ہمنے تجھے نگران بنا کر بھیجا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والا اور سورج دوسرے کو روشن کرنے والا اور مومنوں کو بشارت دو کہ ان کے لئے خدا سے بڑا فضل آنے والا ہے کسی منافق اور کافر کا کہا نہ مان انکی تکلیف کی پروا نہ کر اور اللہ پر بھروسہ کر وہی کارساز کافی ہے۔

آیات مذکورہ بالا میں جو جو رحمت خدا اور فرشتے کر رہے ہیں اور جو عزّت کی عطا اور حسین فضل کبیر کی بشارت دیگئی ہے اس راز کا افشا سورہ جمعہ کی یہ آیت کرتی ہے واٰخرین منھم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

اس صریح آیت کے مقابل میں حدیثوں کے ایسے معنی نہ کرو جو مضمون آیت کے خلاف ہوں

بعض نادان احادیث کو آیات کے مقابلہ میں پیش کر دیا کرتے ہیں۔ اور اسکے ساتھ دعوٰی اجماع بھی انکے ایسے خیالات کی تردید میں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہی کہ قرآن کریم کی بیّنات سے جب ایک امر واضح ہے تو پھر تمہیں کیا حق ہی کہ قرآن کے مقابلہ میں احادیث کو پیش کرو جبکہ تمام لوگوں کا اجماعی مسئلہ ہے کہ قرآن مقدم ہے احادیث پر تو پھر حدیث کے کوئی ایسے معنے کرو جس سے کہ وہ قرآن کریم کے مطابق ہو۔ نہ یہ کہ وہ قرآن پر قاضی ٹھہرے۔

دوئم۔ یہ بات کہ اگر احادیث میں لا نبی بعدی ہے تو پھر عیسٰے نبی اللہ کے آنے کا بھی تو ساتھ ہی ذکر ہے اور لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیاً بھی وارد ہی تو حدیثوں میں اگر نبوت کا انکار ہی تو اقرار بھی ہے پس وہ احادیث جنمیں کہ اقرار ہے وہ قرآن کریم کے مطابق ہیں اور دوسری مخالف ہیں۔ ایک طرف حدیث اور قرآن ہی اور دوسری طرف صرف حدیث۔ پھر جب ان احادیث کے معانی جو ہم سے پہلے علماء نے کئے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کے بعد شریعت کو منسوخ کرے وہ معنے کیوں قابل قبول نہیں اور بعض نے صحابہ میں سے بھی ان احادیث کا انکار کیا ہے جنمیں کہ انکار نبوت ہے جیسا کہ امام محمد طاہر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ (تکملہ مجمع البحار) کہ یہ تو کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا رہیں لیکن یہ نہ کہو کہ آپکے

بعد کوئی نبی نہیں یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی ہے تو وہ اس حدیث کے خلاف ہوگا۔ کہ انبیاء سب بھائی ہوتے ہیں اور وہ بیٹا بنیگا یہ حدیث علی الاطلاق عام نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم نبی اللہ اور ابراہیم نبی اللہ نے بیٹا ہی کہا ہے اور بخاری میں یہ حدیث بھی وارد ہے کہ نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن نبی اللہ یعنی یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم اور آنحضرت نے بھی صحابہ کو باوجود اسکے کہ وہ آپ کے روحانی بیٹے تھے بھائی کے لفظ سے خطاب کیا ہے علی الخصوص پیچھے آنے والی امت کو آنحضرت نے یہی فرمایا ہی کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے بھائیوں سے ملوں۔ آپ نے اپنے ایک گروہ کو اپنا بھائی فرمایا روحانی بیٹے اور روحانی بھائی میں تضاد نہیں انکا اجتماع ایک فرد میں ہو سکتا ہے۔ تو مسیح موعود بھی بلحاظ اسکے کہ آپ کے فیضان سے نبی ہیں۔ بیٹے بھی ہیں اور بلحاظ اس کے کہ آپ نبی ہیں بھائی بھی ہیں انما المومنون اخوۃ کے ماتحت سب نبی مومن ہیں اور سب مومن بھائی ہیں +

(راقم خاکسار حافظ روشن علی)

یہ کتابیں دفتر تشحیذ الاذہان قادیان سے خریدو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
طبیب روحانی	ا ر	مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی	ا ر	خصوصیات مسیح موعود	۰/
حقیقت نزول المسیح	۶ ر	درثمین فارسی مجلد	۹ ر	درثمین اردو	۵ ر
ظہور المہدی	۶	نغمۂ الکمل حصہ دوم	۲ ر	نغمۂ الکمل حصہ سوم	ا ر
ہدایات دربارہ معاملات	۱۰ ر	البلاغ المبین	ا ر	ادعیۃ القرآن	۲ ر
ضرورت زمانہ	۸ ر	اسلام کی پہلی کتاب	۴ ر	محمد رسول اللہ	۱۰ ر
مجربات نور الدین فی حصہ	۱۰ ر	مجربات نور الدین حصہ دوم	۱۰ ر	مجربات نور الدین حصہ سوم	۱۰ ر
البشیری حصہ اول دوم و مکاشفات	؏	آثار مبارکہ	ا ر	نماز مترجم	؎
اسلام	۲ ر	ضرورت نبی	۱ ر	خطبات نور حصہ اول / حصہ دوم	۸ ر / ۱۰ ر
چمکار محمدی	ا ر	کلام محمود	۴ ر	مباحثہ امرتسر	۲ ر

رقیمۃ الوداد

خاتم النبیین کی اُمّت میں نبوۃ

"مولٰنا محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل) نے ایک خط اپنے کسی دوست کو لکھا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ جناب حافظ صاحب کے مضمون کیساتھ درج کردیا جاوے" (ایڈیٹر)

میرے مکرم دوست! اگر خاتم النبیین کے لفظ سے یہ مراد لیجائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے اخیر میں آنیوالے نبی ہیں اور اس لئے آئندہ کوئی نبی نہیں آسکتا تو اس سے قرآن کریم کی بہت سی آیات کو چھوڑنا پڑیگا جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سلسلہ نبوت و رسالت آئندہ کے لئے بھی جاری ہے۔ میں اسجگہ بطور نمونہ انمیں سے چند آیات اسجگہ نقل کرتا ہوں:۔

۱۔ اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاً و من الناس ان اللہ سمیعٌ بصیرٌ (الحج ع ۱۰)

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ سلسلہ نبوت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع نہیں ہوچکا۔ بلکہ اب بھی جاری ہے (جیسا کہ لفظ یصطفی (صیغہ مضارع) سے ظاہر ہے ہاں اگر اسکی بجائے لفظ اصطفی یا کان یصطفی ہوتا تو اس سے یہ استدلال تام نہ ہوتا۔ علی ہذا ایسا ہی بقا سورہ نحل کی آیت ینزل الملئکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہٖ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون (نحل ع ۱) اور سورہ مومن کی آیت رفیع الدرجات ذوالعرش یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہٖ لینذر یوم التلاق (مومن ع ۲) سے بھی یہی مدعا ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (اعراف ع ۴) اس آیت میں خطاب ان لوگوں سے نہیں جو نزول قرآن کریم سے پہلے ہوگذرے ہیں بلکہ وہ لوگ مخاطب ہیں۔ جن کے لئے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت رسالت مبعوث کئے گئے۔ جیسا کہ اس سے اوپر کی آیات میں اور وہ یہ ہیں۔

(ا) یا بنی ادم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما لیریھما سواتھما انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم ہ قل امر ربی بالقسط واقیموا وجوھکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین کما بدأکم تعودون۔ اب ظاہر ہے یراکم اور لا ترونھم اور اقیموا وجوھکم کے مخاطب اس آیت میں نزول قرآن کریم سے پہلے کے لوگ نہیں بلکہ جو قرآن کریم کے مخاطب ہیں وہی اس آیت میں مخاطب ہیں پس بنی آدم سے مراد بھی اسجگہ وہی ہیں۔

(ب) یا بنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین۔ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق۔ قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ کذلک نفصل الآیات لقوم یعلمون۔ قل انما حرم ربی الفواحش۔ یہاں بھی متعدد قرائن اس بات کے موجود ہیں کہ مخاطب اور ماموران اوامر کے پہلے لوگ نہیں بلکہ وہی ہیں جن کے لئے قرآن بھیجا گیا اور کوئی قرینہ اس بات کا نہیں کہ پہلے لوگ مراد ہیں۔ پس جس طرح ان آیات میں بنی آدم سے مراد اور ان خطابات کے تمام مخاطب امت محمدیہ ہی (قطع نظر اس کے کہ امت دعوت مراد ہے یا امت اجابت) اسی طرح یا بنی ادم اما یاتینکم رسل منکم میں بھی اسی امت سے خطاب ہے جس سے ظاہر ہے کہ اب بھی نبی آسکتے ہیں۔

۳۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرناھا تدمیرا (بنی اسرائیل ع۲) فرما کر اسی سورہ میں دوسری جگہ فرمایا ہے وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذلک فی الکتب مسطورا وما منعنا ان نرسل بالایت ان کذب بھا الاولون (بنی اسرائیل ع۶) اس سے ظاہر ہے کہ قیامت سے قبل تمام دنیا پر عذاب شدید آنے والا ہی اور وہ نہیں آسکتا جبتک کہ تمام روئے زمین پر تبلیغ دین اسلام ہو کر اتمام حجۃ نہ ہو چکے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے تکذیب کر چکیں۔ جیسا کہ الاولون کیوقت

میں سنت اللہ ظہور میں آتی رہی اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا عذاب موجودہ زمانہ سے پہلے کم از کم زمانہ اسلام میں کبھی نہیں آیا کیونکہ ابھی اسکی شرط نہیں متحقق ہوئی تھی اور یہ ضرور ہے کہ ایسے عذاب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول آجائے تا کہ لوگ غفلت میں ہی تباہ نہ ہو جائیں جیسا کہ اوپر کی آیات سے ثابت ہوتا ہے اور جیسے کہ فرمایا ذلک ان لم یکن ربک مہلک القریٰ بظلم و اھلھا غافلون (انعام ع۱۶) اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس عذاب میں اور اس رسول میں اتنا لمبا فاصلہ بھی نہ ہو۔ کہ لوگوں کو یہ عذر کرنیکا موقعہ مل سکے کہ لولا ارسلت الینا رسولاً فنتبع اٰیاتک من قبل ان نذل و نخزیٰ (طٰہٰ ع۸) کیونکہ یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی بکثرت انبیاء و رسول آچکے تھے۔ ہاں وہ ما انذر اٰباؤھم فھم غافلون (یٰسٓ ع۱) کے مصداق ہو چکے ہوئے تھے؛

۴۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین (سورۃ فاتحہ) اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے امت محمدیہ کو اس دعا کی تعلیم دی ہے کہ اے خدا ہمیں اپنی سیدھی راہ کے ان تمام منازل پر پہنچا جن پر پہنچنے والوں نے تیرے اعلیٰ سے اعلیٰ انعام پائے اور اپنے قرب کے برتر سے برتر مقامات نصیب فرما کر ہمیں بھی وہی انعامات عطا فرما جو تو نے پہلے منعمین کو مرحمت فرمائے تھے اور دوسری جگہ ان مقامات و انعامات کا جن سے وہ لوگ بہرہ ور کئے گئے تھے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھدآء والصالحین (النساء ع۹) سو اگر امت محمدیہ کے لئے نبوت کا دروازہ مسدود ہوتا۔ تو اللہ تعالےٰ اس امت کو یہ دعا مانگنے کا ہرگز حکم نہ دیتا کیونکہ ایسا کرنا تو سراسر دھوکہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان سے بالکل بعید ہے۔ تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً ط

ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ نے ہدایت الی صراط مستقیم کا نمونہ بیان فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر بالفرض الحمد شریف میں صراط الذین انعمت علیھم کے الفاظ نہ ہوتے تو صرف اھدنا الصراط المستقیم کے الفاظ سے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صراط الذین انعمت علیھم کے الفاظ بغرض تاکید و مزید تقویت و اعانت بڑھائے گئے ہیں اور وہ مقام سورہ انعام کا دسواں رکوع ہے جہاں اللہ تعالےٰ نے اٹھارہ نبیوں کا نام لیکر انکے متعلق اور نیز ان کے

بعض آباؤ ذریات اور اخوان کے متعلق فرمایا ہے کہ اجتبینٰھم وھدینٰھم الیٰ صراط مستقیم ذٰلک ھدی اللّٰہ یھدی بہ من یشآء من عبادہٖ۔

پس حسب متعدد آیات قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت کا دروازہ بند نہیں تو خاتم النبیین کے وہ معنی کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں جو آپ نے بیان کیے ہیں میں اس جگہ ایک حدیث بھی آپکو یاد دلاتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خاتم النّبیّین کے وہ معنی صحیح نہیں جو آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کی وفات پر جو ہجرت کے دسویں سال میں واقع ہوئی تھی فرمایا کہ لو عاش ابراھیم لکان نبیًا۔ حالانکہ خاتم النّبیین والی آیت اس واقعہ سے قریبًا پانچ سال پہلے نازل ہو چکی ہوئی تھی پس اگر اس آیت کے رُو سے آئندہ کسی نبی کا آنا ممتنع ہوتا تو آپ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ بلکہ بجائے اسکے آپ یہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تو بھی نبی ہرگز نہ ہو سکتا۔ پس یہ آیت آئندہ کسی نبی کے آنے کی نفی ہرگز نہیں کرتی۔ اس بات کی تائید حضرت عائشہ کے ایک قول سے بھی ہوتی ہے آپ فرماتی ہیں۔ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ تکملہ مجمع البحار میں حضرت عائشہ کے اس قول کے متعلق لکھا ہے وھذا ایضًا لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ (تکملہ صفحہ ۸۵)

اب میں بتاتا ہوں کہ میں اسکے معنی کیا سمجھا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبیٰ کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا ہے کہ فی اعناقہم الخواتیم یعنے ان لوگوں کی گردنوں میں خاتم ہونگی۔ مجمع بحار الانوار لغت حدیث میں اسکے معنی لکھے ہیں۔ اراد بھا اشیاء من ذھب او غیرہ تعلق فی اعناقہم علامۃ یعرفون بھا۔ اور ایک حدیث میں ہے آمین خاتم رب العٰلمین علی عبادہ المؤمنین۔ اور اس کے معنے کتاب مذکور میں یہ لکھے ہیں۔ ای طابعہ وعلامتہ اور ایک اور حدیث میں ہے اوتیت جوامع الکلم وخواتمہ۔ اگر اسجگہ لفظ خواتم سے یہ مراد لیجائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آئندہ کوئی شخص بول ہی نہیں سکیگا۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو کوئی کلمہ بطور وحی الہام نہیں دیا جائیگا تو یہ دونوں باتیں خلاف واقعہ ہیں۔ اور اگر اور سب پہلوؤں کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو بھی اس بات سے تو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ

مسیح موعود پر جو بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والا ہو وحی الٰہی کا نزول صحیح حدیثوں سے ثابت ہو پس اس سے مراد وہی معنے ہیں جو اوپر کی دو حدیثوں میں ہیں یعنی علامته اور مقصود اس حدیث سے یہ بیان کرنا ہو کہ جو کلمات جامعہ مجھے دیے گئے ہیں (یعنی قرآن کریم) وہ باقی تمام ان کلمات کی صداقت کا معیار ہیں جنکی بابت منجانب اللہ ہونیکا دعویٰ کیا جائے۔ خواہ وہ مجھ سے پہلے کے ہوں یا بعد کے پس اگر انمیں سے کوئی کلمہ ان کلمات میں سے کسی کلمہ کے مخالف ہو جو مجھے دیے گئے ہیں تو وہ ہرگز منجانب اللہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مجمع البحار الانوار میں حدیث کو بیان کرکے اسکے یہ معنی لکھے ہیں کہ حجة علیٰ سائرھا و مصدقۃ لھا سو یہی معنی اس لفظ کے آیت خاتم النبیین میں ہیں یعنی جس قدر انبیاء و رسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکے ہیں اور جس قدر آئندہ آئینگے۔ ان سب کی صداقت کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اب ان کی سچائی کا مدار اسی بات پر ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی تصدیق کریں پس جس مدعی نبوت کا دعویٰ قرآن کریم کے رُو سے سچا ثابت نہ کیا جا سکے اسکی صداقت ثابت ہونے کی کوئی سبیل نہیں ہو اور یہ وہ بات ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نبی میں نہیں پائی جاتی۔ علاوہ اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلحاظ کمالات نبوت کے ایسے جامع ہیں کہ کوئی کمال انسانی یا کمال نبوت نہیں جو آپکو نہ دیا گیا ہو لیکن اور کسی نبی میں یہ بات نہیں پائی جاتی .. ..

.. ..

.. .. بلکہ جسقدر کمالات دوسرے انبیاء کو دیے گئے وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا جزو ہیں۔ اور نیز جو شریعت آپکو دی گئی ہے اسکے مقابلہ میں باقی تمام شرائع انبیاء سابقین کی غیر مکمل ہیں جیساکہ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اور جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہو مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بہ البنیان وختم بی الرسل۔ یہی

وجہ ہی کہ اب کوئی نبی صاحب شریعت مستقلہ نہیں آسکتا۔ دوسری وجہ اسکی یہ بھی ہے کہ بلحاظ نبوت کل انبیاء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخوۃ کی نسبت ہے جیسا کہ بعض صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتا ہی لیکن آئندہ جو کوئی نبی آئے اسکی نسبت آپ سے ابنیت کی بھی ہونی ضروری ہی جیسا کہ آئندہ کے واسطے ہر ایک مومن کے لئے اس نسبت کا (ولو بایۃ مرتبۃ) پایا جانا ضروری ہے جس کی طرف آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں حرف لکن اشارہ کرتا ہی جو حرف استدراک ہے معنے یہ ہیں کہ اگرچہ آپ ظاہری اور جسمانی رشتہ کے لحاظ سے آپکو یہ صفت حاصل ہی کیونکہ آپ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں جو جمیع الناس کی طرف بھیجے گئے اور جو خدا کا رسول اور نبی ہو وہ روحانی رنگ میں لوگوں کا باپ ہوتا ہے پس آپ آئندہ کے سب مومنوں کے باپ ہیں یہی نہیں۔ بلکہ آیندہ نبوت کا منصب بھی صرف ایسے شخص کو مل سکیگا جو آپکی روحانی نسل میں سے ہو قرآن کریم میں آپ کی اس ابوت کی طرف اور بھی بعض جگہ اشارات موجود ہیں جیسے و ازواجہ امھاتھم اور جیسے ان شانئک ھو الابتر

القول المحمود

سید محمد احسن صاحب امروہوی نے جو رسالہ المقول المجید لکھا ہے اس کا جواب مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے نہایت مدلل قرآن مجید و احادیث صحیحہ و کتب مسیح موعود سے دیا ہی احباب اسے دفتر تشحیذ الاذہان سے منگوا کر خود فائدہ اٹھائیں اور غیر مبایعین میں تقسیم کریں ٭

غیر مبایعین سے خطاب

دو حوالے جو موجودہ نزاع میں فیصلہ کن ہیں

نبوت مسیح موعود ؑ

تذکرۃ الشہادتین فارسی صفحہ ۶ پر لکھا ہے۔

"وفقد آں خدا ہست کہ رسولِ خود یعنی ایں عاجز را بہدایت و دین حق کرامت فرمودہ بجہت ایں مدعا مبعوث نمود تا دین را بر دنیا غالب سازد"

یہاں پر حضرت اقدس نے اپنے آپکو ایسا رسول فرمایا ہے جو ہدایت لاتا ہے اس سے مولوی محمد علی صاحب کا وہ اعتراض بھی حل ہو گیا جو النبوۃ فی الاسلام میں لکھتے ہیں کہ رسول فی الحقیقت کے لئے ہدایت لانا شرط ہے۔ اس پر ایک حاشیہ ہے جو قابل توجہ جماعت احمدی ہے دیکھو تذکرۃ الشہادتین فارسی صفحہ ۶

"دیگر آنچہ نا آشنایانِ حقیقت بہ مغز سخن نارسیدہ بر لفظ رسول و رسالت و نبی و نبوت اعتراض میکنند کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء است و بمضمون حدیث لا نبی بعدی۔ احدی بعد از ان حضرت نبی نتواند بود۔ ایشان معنی ختم نبوت را اصلاً نہ فہمیدہ اند چہ بر وجود ذی جود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بکمال درجہ نبوت ختم شدہ است نہ نبوت آئے تا روز قیامت غیر از امت و امتی بودن آنحضرت نبی صاحب شریعت جدیدہ نخواہد رسید چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ را نیز ہمیں اعتقاد است۔ کما نقل محمد طاہر فی تکملہ مجمع بحار الانوار۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ وھذا لا ینافی حدیث لا نبی بعدہ لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ واز یں جہت نیز منافی لا نبی بعدی نیست کہ اگر بعد از آنحضرت صلعم درمیان امت سلسلہ نبوت جاری میماند البتہ دریں صورت امر ختم نبوت مشتبہ میگشت وحالا کہ امر ختم نبوت راسخ گردیدہ است رحمت الٰہی حسب وعدہ

وعد اللہ الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت منکم الآیۃ اقتضا فرمود- تا بجہت تحقیق مثلیت سلسلۂ خلافت موسویہ در آخر سلسلۂ خلافت محمدیہ نیز یک نفس زکیہ روحی و قلبی فداہ را از ہمیں امت کہ بروز تام حضرت ختمیت مآب صلعم باشد منصب رسالت عطا فرماید تا مہر ختم نبوۃ ہم شکست نیابد و شرف ایں امّت نیز برقرار بماند و مثلیت سلسلہ موسویہ ہم متحقق گردد- و وعدہ الٰہی نیز بانجام رسد ان اللہ لا یخلف المیعاد × × × الغرض عقیدۂ ما اینست کہ سلسلہ نبوت ختم نشد است اما کمالات نبوت بر ذات سرور انبیا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ختم گشت است- و ہیچ اسرائیلی نبی دریں امّت نخواہد رسید آنکہ مبعوث شد نبی بود مبعوث گردید (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰ حاشیہ)

میں تمام احباب جماعت خصوصاً حضرات غیر مبایعین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اس عبارت فارسی کو غور سے پڑھیں اور پھر خدا کے لئے خدا کو حاضر ناظر جان کر حق کی خاطر اپنے دل کا ترجمان اپنی زبان کو بنائیں کہ آیا ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود کے حکم سے ایک رسالہ فارسی کابل میں عقائد احمدیہ کی تبلیغ کے لئے بھیجا جاتا ہے اسمیں یہ ذکر کھلا کھلا موجود ہے یا نہیں کہ خاتم النبیّین کے یہ معنی نہیں کہ اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ یہ معنے ہیں کہ اب جو نبی ہوگا امّت محمدیہ ہی میں سے ہوگا۔

اگر یہ عقیدہ کہ خاتم النبیّین کے بعد نبی آسکتا ہی اسلام کا بیخکن تھا اور سلسلہ احمدیہ کو تباہ کرنیوالا تو کیا وجہ ہے کہ حضرت اقدس نے اسکی اشاعت اور پھر اپنی کتاب میں اسکی اشاعت اور پھر ایسے ملک میں اشاعت جہاں لازمی طور سے ایسے عقائد کو شائع نہیں کرنا چاہیے جن سے کسی قسم کی منافرت سلسلہ میں پھیلے اور جن سے تبلیغ و نشر احمدیت میں روک پیدا ہو جائے فرمائی اگر یہ حق نہیں تھا جو حاشیہ میں لکھا ہی اور جس کی یقیناً کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کیونکہ اسمیں لکھا ہی- کہ وہ ختم نبوت کے معنے سمجھے ہی نہیں جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہیں ہو سکتا- اور یہ کہ پہلے خلفا یقیناً نبی نہ تھے کیونکہ ان کے نبی ہونے سے امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا تھا اس لئے آخر سلسلہ میں ایک نفس زکی کو منصب رسالت پر فائز فرمایا اور یہ کہ ہمارا عقیدہ وہی ہے کہ سلسلہ نبوت ختم نہیں ہوا- اسپر مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو فخریہ فرماتے ہیں

کہ میں حضرت اقدس سے بھی بحث کر لیا کرتا تھا اور دنیا کے اکیلے موحد صدائے حق وحقانیت بلند کرنیوالے مولوی محمد علی صاحب ایم اے کیوں نہ بول اٹھے کہ حضرت آپ یہ کیا غضب فرما رہے ہیں کہ ایسی کتاب کو اپنے نام سے شائع ہونے دیتے ہیں اور پھر کابل اور خوست میں بھجواتے ہیں جسمیں شریعت مطہرہ اسلام کے صریح خلاف باب نبوت کو مسدود نہیں لکھا ہے بلکہ کھلا لکھا ہے اور صرف صاحب شریعت جدیدہ نبی کے نہ آنے کی نفی ہے اسوقت کی خموشی بتاتی ہے کہ تمام جماعت احمدیہ کا یہی مذہب تھا جو اسوقت ہمارا اور ہمارے امیر حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد ایدہ اللہ الاحد کا ہے۔

مسیح موعودؑ کا احمد ہونا

میں اپنے احباب سے درخواست کرونگا اور مجھے امید ہے کہ وہ اسے شرف پذیرائی بخشینگے کہ مہربانی فرماکر ازالہ اوہام سے وہ مضمون پڑھیں جس کا عنوان یہ ہے **مسیح موعود ہونے کا ثبوت**۔ یہ مضمون بڑی تقطیع والے ازالہ اوہام طبع ثانی کے ۲۷۲ صفحہ سے شروع ہوتا ہے اور پہلی چھوٹی تقطیع والے کے ۶۶۷ صفحہ سے اسمیں حضرت اقدس نے مخالفین کے روبرو آیت استخلاف کو پیش کیا ہے فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالےٰ نے اپنے کشف صریح سے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ قرآن کریم میں مثالی طور پر ابن مریم کے آنے کا ذکر ہے" اور اخیر پر لکھا ہے "پس جبکہ قرآن شریف نے صاف صاف بتلا دیا کہ خلافت آسمانی کا سلسلہ اپنی ترقی اور تنزل اپنی جلالی اور جمالی حالت کے رو سے خلافت اسرائیلی سے بکلی مطابق و مشابہ و مماثل ہوگا × × جیسے اسلام میں سردفتر الٰہی خلیفوں کا مثیل موسیٰ ہے × × ایسا ہی اس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح عیسےٰ بن مریم ہے جو اس امت کے لوگوں میں سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہوگیا ہے اور فرمان جعلناک المسیح بن مریم نے اسکو درحقیقت وہی بنادیا و کان اللہ علیٰ کل شیء قدیرًا۔ اور اس آنے والا کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اسکے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ **محمد** جلالی نام ہے اور جمالی اور احمد اور عیسےٰ اپنی جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں اسی کی طرف یہ اشارہ ہے و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" صفحہ ۵ ۷ ۶

اسے بہ نظر غائر دیکھئے حضرت اقدس قرآن مجید میں مسیح موعود کے ذکر کا ثبوت دے رہے ہیں آیت لیستخلفنھم سے یہ ثابت فرماتے ہیں کہ ضروری ہے کہ سلسلہ محمدیّہ کا خاتم مثیل مسیح ابن مریم مسیحی صفات سے رنگین ہو۔ اور پھر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ مثیل کی پیشگوئی ہے نہ کہ اسی ابن مریم کے دوبارہ آنے کی جو سلسلہ موسویہ کا آخری خلیفہ تھا فرماتے ہیں کہ اس آنے والے کا نام۔ کس آنے والے کا؟ (ایکدفعہ پھر عبارت محولّہ بالا پڑھیے) جو اس امّت کے لوگوں میں سے بحکم ربّی مسیحی صفات سے رنگین ہو کر آنے والا ہے **احمدؐ** ہے یہ احمد نام کہاں لکھا ہے (ایک دفعہ پھر عبارت ازالہ اوہام پڑھ لیجیئے) قرآن کریم میں قرآن کریم کی کس آیت میں (پھر عبارت پڑھئے اور آگے پیچھے اچھی طرح دیکھ لیجیئے) حضور فرماتے ہیں ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کہنے والا کہہ سکتا تھا کہ یہ تو آنحضرت صلعم کیلئے ہے آپ (مسیح موعود) اسکا جواب دیتے ہیں کہ آنحضرت کا نام تو **محمدؐ** تھا جو جلالی نام ہے اور یہاں احمدؐ فرمایا پس یہ آیت ان کے لئے بہ دلالت مطابقہ کس طرح ہو سکتی ہے ہاں احمدؐ اور عیسٰے ایک ہی ہیں پس ایک آیت میں اگر یہ بتایا ہے کہ مسیحی صفات سے رنگین سلسلہ محمدیہ کا خاتم ہونا ضروری ہے تو دوسری میں اسکا نام احمدؐ بتا کر یہ سمجھا دیا کہ فی الواقعہ وہ جمالی شان میں مسیح بن مریم ہو کر مبعوث ہو گا پھر ازالہ اوہام کے لئے اور تشریح فرمائی کہ اس پیشگوئی کو مسیح موعود کے لئے خاص کرنے سے یہ مت سمجھو کہ نبی کریم میں صفت احمدیّت تھی ہی نہیں نہ جامع جلال و جمال ہیں مگر دیکھو اگر زید کسی سے کہدے کہ ایک تلوار والا آتا ہے۔ اور پھر ایک اور شخص ہو جس کے ہاتھ میں دو تلواریں ہوں وہ آجائے تو نہیں کہہ سکتے کہ بات پوری ہو گئی جبتک ایسا شخص نہ آئے جس کے ہاتھ میں ایک ہی تلوار ہو گو وہ دو تلوار والا ایک تلوار بھی رکھتا ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ گو محمد صلی اللہ علیہ وسلّم احمدی صفت کے حامل تھے لیکن آخری زمانے میں بر طبق پیشگوئی مجرّد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔ (صفحہ ۲۷۵) یعنی یہ پیشگوئی آخری زمانہ میں پوری ہوئی کیونکہ آنے والے کے لئے ازل سے یہ بات قرار پا چکی تھی کہ وہ آخری زمانے میں آئے اور پھر بانی امت محمدیّہ نہ ہو۔ بلکہ اس امّت کے لوگوں میں سے ہو۔ جیسا کہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ کا خاتم جو اس امت کے لوگوں میں سے بحکم ربّی صفات مسیحی سے رنگین ہو۔ اس آنے والے کا نام احمد ہے جس کی طرف آیت ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اشارہ کر رہی ہے۔

پھر آگے چلکر حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح بن مریم کے آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیشگوئی موجود ہے اور یہ آیت کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ الایۃ اسی مسیح بن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے"

گویا بات کو اور بھی کھولدیا ہے ایک اعتراض نقل فرماتے ہیں کہ "خدا تعالےٰ نے اس پیشگوئی میں مسیح بن مریم کا بصراحت نام نہ لیا" (صفحہ ۲۷۸) یعنی یہ کیوں نہ کہدیا کہ ابن مریم آئے گا اسکا جواب دیتے ہیں۔

"تا لوگ غلط فہمی میں پڑ جائیں کیونکہ اگر خدا تعالےٰ صاف طور پر نام لے کر بیان کر دیتا کہ اس امت کا آخری خلیفہ بھی مسیح بن مریم ہی ہو گا تو نادان مولویوں کے لئے بلا پر بلا پیدا ہو جاتی اور غلط فہمی کی آیت ترقی کر جاتی سو خدا تعالےٰ نے اپنے بیان میں دو مسلک اختیار کرنا پسند رکھا ایک وہ مسلک جو حدیثوں میں ہے جنمیں ابن مریم کا لفظ موجود ہے اور دوسرا وہ مسلک جو قرآن کریم میں ہے جس کا بیان ابھی ہو چکا ہے"

وہ کیا بیان ہوا ہے؟ یہی کہ حدیث میں تو فرمایا کیف انتم اذا انزل ابن مریم فیکم یعنے آنے والے کو **ابن مریم** فرمایا مگر قرآن مجید میں یہ بتانے کے لئے کہ وہ **ابن مریم** وہی ابن مریم نہیں جو سلسلہ موسویہ کا خاتم تھا۔ پہلے تو عام طور پر بتا دیا کہ تمام خلفاء امت محمدیہ اول سے آخر تک خلفاء سلسلہ موسویہ کے مثیل ہونگے نہ کہ بعینہا وہی اور پھر آخری آنے والے اور سلسلہ محمدیہ کے خاتم کا نام بتا دیا کہ **احمد** ہوگا مصداق آیت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۔ تاکہ خوب طور سے یہ بات ظاہر ہو جائے کہ وہ جمالی شان سے آئے گا مگر وہی ابن مریم نہیں ہو گا بلکہ اسکا نام تو **احمد** رسول ہو گا میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی طالب حق جو احمدی ہے اور حضرت اقدس کی تشریحات کو قبول کرتا ہے آپ کے احمد ہونے اور اس بات پر ایمان نہ لائے کہ آپ ہی اس آیت کے مصداق ہیں ہاں ایک شبہ ناشی ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ:

غلام احمد نام میں غلام سے کیا مراد ہے؟

آپکا نام غلام احمد ہے سو اسکا جواب ایام الصلح میں خود حضرت اقدس نے دیا ہے۔ وھو ھذا:۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اسلئے

خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذلّ ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جسمیں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مور معبّد و طریق معبّد جہاں راہ نہایت درست اور نرم اور سیدھا کیا جاتا ہے اس راہ کو طریق معبد کہتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلئے عبد کہلاتے ہیں کہ خدا نے محض اپنی تصرّف اور تعلیم سے انہیں عملی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کی گذر کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے انمیں پیدا کی پس وہ علمی حالت کے لحاظ سے مہدی ہیں اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل سے ان میں پیدا ہوئی عبد ہیں کیونکہ خدا نے ان کی روح پر اپنے ہاتھ سے وہ کام کیا ہے جو کوٹنے اور ہموار کرنیکے آلات سے اس سڑک پر کیا جاتا ہے جس کو صاف اور ہموار بنانا چاہتے ہیں اور چونکہ مہدی موعود کو بھی عبودیت کا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حاصل ہوا اسلئے مہدی موعود میں عبد کے لفظ کی کیفیت غلام کے لفظ سے ظاہر کی گئی یعنے اسکے نام کو غلام احمد کر کے پکارا گیا۔ غلام کا لفظ اس عبودیت کو ظاہر کرتا ہے جو ظلی طور پر مہدی موعود میں بھی ہونی چاہیئے۔ تحفہ گولڑویہ

اس حوالہ کو آنکھیں کھول کر پڑھو اسمیں حضرت اقدس غلام کو عبد کا مرادف فرماتے ہیں۔ یعنی جیسے نبی کریم کا نام تھا عبدہ محمد اسی طرح آپ کے لئے آیا غلام احمد یعنی وہ احمد جو خدا تعالیٰ کا خاص بندہ اور اسی بارگاہ کا غلام ہے یعنی غلام کی نسبت کسی احمدؐ کی طرف نہیں۔ بلکہ اسمیں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ وہ احمد ہے جس نے نبی کریم کی مانند اپنے اندر حقیقت عبودیت پیدا کر کے اپنے لئے عبد (غلام) کا خطاب حاصل کر لیا ہے مبارک وہ جو اسپر غور کریں۔ لفظ غلام پر غیر مبایعین بہت اڑتے تھے مگر اب امید ہے کہ اگر انہیں کچھ تقویٰ اور حضرت اقدس پر ایمان باقی ہے تو آیندہ یہ اعتراض نہ کرینگے کہ اس آیت کے مصداق حضرت مسیح موعود نہیں ہوسکتے ہیں کیوں محض اسلئے کہ ان کا نام احمد نہ تھا بلکہ غلام احمد تھا۔

ختم نبوّت

(یہ مضمون جناب سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل کی ایک تحریر کا مع اضافہ اقتباس ہے)

آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہ آنے پر اجماع نہیں

یہ دعویٰ غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی بھی نہیں آسکتا اور اس پر کوئی اجماع بھی نہیں ہوا اجماع کی تعریف یہ ہے اتفاق المجتہدین من ھٰذہ الامۃ فی عصر علی امر شرعی (مسلم الثبوت جلد ۲ صفحہ ۱۶۶) یعنی کسی زمانے میں اس امت کے تمام مجتہدین کا کسی امر شرعی پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے اب جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ کے بعد کسی قسم کا بھی نبی نہ آنے پر اجماع ہو چکا ہے اسکا فرض ہے کہ وہ ایسے اجماع کا تاریخی ثبوت دے اور ثابت کرے کہ فلاں زمانے میں فلاں ملک میں فلاں موقعہ پر اس بات کا اجماع ہوا کیونکہ صرف دعویٰ تو کوئی دلیل نہیں۔

(ب) اجماع کے متعلق امام احمد حنبل رحمۃ اللہ کا یہ قول مسلم الثبوت جلد ۲ صفحہ ۶۸ پر مطالعہ فرمائیں قال احمد من ادعی الاجماع فھو کاذب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس شخص نے یہ بیان کیا کہ فلاں عقیدہ پر تمام امت کا اجماع ہے وہ جھوٹا ہے۔

(ج) ہم بڑے بڑے مجتہدین کے اقوال سے دکھا سکتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے نبی کے آنیکے قائل تھے جو صاحب شریعت نہ ہو چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں (۲) ملا علی قاری موضوعات میں (۳) امام شعرانی الیواقیت والجواھر جلد ۲ میں (۴) پھر مولنٰنا محمد قاسم صاحب نانوتوی تحذیر الناس میں (۵) مولنٰنا عبد الحی صاحب فرنگی محل دافع الوسواس میں یہی فرماتے ہیں

(د) پھر اجماع کا درجہ تو تیسرا ہے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث میں کیا لکھا ہے کیونکہ اجماع قرآن و احادیث کے خلاف ہو نہیں سکتا۔

خاتم النبیین کے معنے

خاتم النبیین میں ایک لفظ خاتم ہے اور دوسرا النبیین خاتم کے معنے روکنے والے یا بند کرنے والے کے نہیں بلکہ خاتم کے معنی ہیں

مہر اور مہر کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مضمون خط یا کتاب کی تصدیق ہو جاوے اور معلوم ہو جائے کہ یہ خط یا مضمون یا کتاب غیر مستند نہیں بلکہ صاحبِ مہر اسکی تصدیق کرتا ہے پس ان معنوں کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نبیوں کے خاتم ہیں یعنی اللہ تعالےٰ نے آپ کے ذریعہ تمام انبیاء کی تصدیق فرمائی ہے اور اگر آپ کا وجود باجود دنیا میں نہ آتا تو کسی نبی کی نبوّت بوجہ انکی کتابوں کے محرّف و مبدّل ہونے کے ثابت نہیں ہو سکتی تھی لیکن آنحضرت صلعم کی آمد سے تمام انبیاء گذشتہ کی تصدیق ہو گئی۔ چنانچہ مجمع البحار جلد اوّل صفحہ ۳۲۹ میں لکھا ہے اوتیت جوامع الکلم وخواتمہ ای القراٰن ختمت بہ الکتب السماویۃ وھو حجۃ علیٰ سائرھا ومصدقاً لھا۔ یعنی جس طرح رسول کریم خاتم النبیّین ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید خاتم الکتب ہے ان معنوں میں کہ وہ مصدّق الکتب ہے مجمع البحار کے اس حوالہ سے ثابت ہو گیا کہ خاتم کے معنے مصدّق کے ہیں نہ کہ روکنے والا اور بند کرنے والا لیکن اگر خاتم کے معنے بند کرنے والا کئے جاویں تو اس لفظ کا ماسبق سے کوئی تعلق نہیں ہے (جیسا کہ حافظ صاحب کے مضمون میں بالتفصیل گذرا۔ ایڈیٹر)

اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ خاتم کے معنے بند کرنے والے کے ہیں تو بھی یہ بات نہیں ثابت ہوئی کہ کسی قسم کا نبی بھی نہیں آسکتا۔ کیوں خاتم مضاف ہے النبیّین کا النبیّین کا ال ضروری نہیں کہ استغراقی ہو۔ کیونکہ یہی لفظ النبیّین قرآن مجید میں اور مقام پر بھی آیا ہے اور وہاں سارے نبی مراد نہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ویقتلون النبیّین حالانکہ سارے نبی قتل نہیں ہوئے۔

اسی طرح خاتم النبیّین میں نحو کے رُو سے اجازت ہے کہ ال استغراق کا نہ ہو۔ بلکہ خاص نبی مراد ہوں یعنی آپ روکنے والے ہیں خاص قسم کے نبیوں کے یعنے صاحب شریعت نبیوں کے اور یہ ہمارا بھی اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہو سکتا۔

لانبیّ بعدی

اب احادیث کو لیجئے اوّل حدیث لا نبی بعدی۔ سو اس کے متعلق گذارش ہے کہ یہ خاص حضرت علی کے لئے ہے

کیونکہ اس حدیث میں حضرت علی کو ہارون سے تشبیہ دی گئی ہی اور چونکہ شبہ رہتا تھا کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ حضرت علی ہارون کی طرح شاید نبی بھی ہوں تو فرمایا کہ الا انہ لا نبی بعدی کہ اے علی تو اور باتوں میں تو میرے ساتھ ہارون کی نسبت رکھتا ہی مثلاً خلافت میں اخوت میں قرابت میں محبت میں لیکن ہارون اور موسیٰ میں نبوت کی نسبت بھی تھی وہ نسبت فیما بین نہیں۔

علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ لا نبی میں لفظ لا ہی اور لا ہمیشہ ذات ہی کی نفی نہیں کرتا بلکہ موصوف کی بھی نفی کرتا ہی پس نحو کی رو سے جائز ہے کہ لا نبی میں ذات کی نفی نہ ہو بلکہ موصوف کی نفی ہو۔ اسکی چند مثالیں ہیں۔

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار اسکے یہ معنی نہیں کہ حضرت علی کے سوا کوئی فتی نہیں اور نہ یہ کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں بلکہ مطلب یہ ہی اس قسم کا فتی نہیں اور اس قسم کی تلوار نہیں اسی طرح رسول کریم فرماتے ہیں لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتب ولا دین لمن لا عہد لہ۔ ولا ایمان لمن لا امانۃ لہ۔ پھر یہ بھی سننے کہ جس طرح لا نبی رسول کریم کا قول ہی اسی طرح رسول کریم کا یہ قول بھی بخاری شریف میں ہی اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ اگر یہاں ذات کی نفی ہو تو یہ واقعات کے خلاف ہے کیونکہ اس موجودہ قیصر کے بعد بھی اسکا بیٹا قیصر ہوا اسلئے لا قیصر کے یہ معنی ہوئے پہلے قیصر جیسا قیصر نہ ہوگا۔ اسی طرح لا نبی بعدی کے معنے ہوئے کہ میرے جیسا یعنے صاحب شریعت نبی نہیں ہوگا اور لا قیصر کے معنے ہمنے اپنی طرف سے نہیں کئے بلکہ بخاری کی مشہور شرح فتح الباری میں اس حدیث کے ماتحت لکھا ہی۔

قال الخطابی معناہ فلا قیصر بعدہ یملک مثل ما یملک ھو۔ لا قیصر کے یہ معنی نہیں کہ مطلقاً قیصر نہ ہوگا۔ بلکہ پہلے قیصر جیسا قیصر نہ ہوگا۔ اسی طرح لا نبی بعدی کے معنی میں رسول کریم کے مرتبہ کا نبی آئندہ نہیں ہوگا۔

اور یہ بھی یاد رکھو۔ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے اگر یہ معنے لئے جائیں۔ کہ رسول کریم کے بعد مطلقاً کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو یہ قرآن مجید اور احادیث .. .. .. کے بالکل خلاف ہے اور معارض ہی۔ قرآن مجید میں نبوت کو انعام لکھا ہی پس اگر آنحضرت کے بعد نبوت بند ہی تو یہ معلوم ہوا کہ وہ انعام جو پہلی امتوں میں جاری تھا وہ اب بند ہے حالانکہ یہ امت سب امتوں سے

زیادہ انعامات کی مستحق ہے کیونکہ یہ خیر امت ہے بھلا یہ انعام خیر امت میں کس طرح بند ہو سکتا ہے اگر کہو کہ نبوت کے انعام ہونیکا کیا ثبوت ہے تو قرآن مجید فرماتا ہے

واذ قال موسیٰ لقومہ یٰقوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء

اگر کہو کہ انعام ہے مگر بند ہے تو یہ امت خیر امت نہ ہوئی بلکہ شر امت ہوئی اور قرآن مجید میں ہے کنتم خیر امۃ اور یہ بھی فرمایا ذٰلک بان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمہا علیٰ قوم حتّیٰ یغیروا ما بانفسہم یعنی قومی نعمت جو جاری ہو وہ کبھی بند نہیں ہوتی جبتک کہ کوئی قوم بُری اور شریر نہ ہو جائے اس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر اسلامی امت خیر الامم ہے تو یہ نعمت جاری ہے۔

لو عاش ابراھیم لکان نبیاً

علاوہ ازیں نبوت خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی آیت اور حدیث سے بند نہیں کیونکہ یہ آیت ۵ھ ہجری میں نازل ہوئی اور ادھر ۹ھ ہجری میں رسول کریمؐ کا ابراہیم صاحبزادہ پیدا ہوا۔ اور وہ فوت ہوا تو رسول کریمؐ نے فرمایا لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً (ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۲۳۷) یعنی میرے بیٹے ابراہیم کے نبی ہونے میں صرف موت روک ہوئی ورنہ اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ اگر آیت خاتم النبیین نبوت کو روک ہوتی تو رسول کریمؐ یہ کیوں فرماتے اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا کیونکہ جب آیت خاتم النبیین اُتر چکی تھی۔ تو پھر اگر ابراہیم زندہ رہتے تب بھی نبی نہ بن سکتے تھے پس رسول کریمؐ اگر خاتم النبیین سے نبوت بند سمجھتے تو یوں فرماتے لو عاش ابراھیم لما کان نبیاً چونکہ نبوت بند ہے اور آیت خاتم النبیین اتر چکی ہے اسلئے میرا لڑکا تو زندہ بھی رہتا تب بھی نبی نہ ہوگا لیکن رسول اللہ نے برخلاف اسکے یہ فرمایا اسکی موت ہی اسکے نبی ہونے میں روک ہوئی۔ ورنہ خاتم النبیین یا لا نبی بعدی روک نہیں۔ غرض یہ حدیث آپ کے بعد نبی آسکنے کی بڑی زبردست دلیل ہے۔

مسیح موعودؑ کے لئے نبی اللہ احادیث میں

اسی طرح اگر خاتم النبیین اور لا نبی بعدی نبی کے آنے کو روکتے ہیں تو نبی اللہ عیسےٰ اور وہ تمام احادیث جو اس امت میں ایک نبی اللہ آنے کی خبر دیتی ہیں باطل ٹھہریں حالانکہ انکی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات

کہتے ہیں اس حدیث سے ثابت ہو کہ سوا سچی خوابوں کے اور تمام چیزیں بند ہیں اسکا جواب یہ ہو اگر اس حدیث کے یہ معنی لئے جائیں۔ کہ سوائے سچی خوابوں کے اور تمام باتیں بند ہیں تو یہ معنے خود قرآن مجید کے صریح خلاف ہیں دیکھو قرآن مجید فرماتا ہو انّ الّذین قالوا ربّنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ الّتی کنتم توعدون۔ نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدّنیا وفی الاٰخرۃ (سورہ حٰم سجدہ) یعنے اعلیٰ مومنوں کے پاس خدا کی طرف سے فرشتے آتے ہیں اور وہ صبر کی تلقین کرتے اور ان سے ہمکلام ہوتے ہیں سو اگر اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ خواب کے سوا اور کشوف الہام وحی بند ہیں۔ تو پھر قرآن کی اس آیت کی خلاف ورزی کرنی پڑے گی

دوم۔ یہ معنی خود دوسری حدیث صحیحہ کے بھی خلاف ہیں جنمیں صاف ارشاد ہو کہ اس امت میں الہام اور وحی کا دروازہ کھلا ہو اور یہ بھی ان احادیث میں درج ہو کہ اس امت میں محدث اور مکلم ہونگے پس جب دوسری صحیح احادیث میں صاف درج ہے کہ اس امت میں محدّث اور مکلم ہوں تو اس حدیث سے یہ استدلال کیونکر صحیح ہو کہ سوائے سچی خوابوں کے اور سب کچھ بند ہے۔

سوم۔ اس امت کے اولیاء نے دعوٰی کیا ہو کہ ہمیں الہام اور وحی ہوتی ہو مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب نے صاف لفظوں میں دعوی کیا ہو کہ مجھے خدا کا کلام نازل ہوتا ہو اب اگر یہ معنے درست سمجھے جاویں تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ اس امت کے اولیاء اللہ معاذ اللہ اپنے دعونی الہام اور وحی میں مفتری تھے۔

چہارم۔ اس حدیث میں نبوت کے بند ہونیکا ہرگز ذکر نہیں بلکہ نبوّت کے اجزاء کا ذکر ہو کیونکہ اس حدیث میں صرف لم یبق من النبوۃ ہی کے لفظ نہیں۔ بلکہ اس نفی کے آگے الا کا لفظ ہے جو استثناء کے لئے ہو یعنے رسول کریم نے فرمایا نبوۃ کی انواع میں نوع مبشّرات باقی ہو اور ہم قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں بشرات ہی نبوّت ہے چنانچہ قرآن مجید میں لکھا ہے وما نرسل المرسلین الا مبشّرین ومنذرین یعنی نبی اور کچھ نہیں ہوتا صرف خدا کا کلام پاکر اسکے ذریعہ بشارت و نذرات کرنے والا ہوتا ہے۔ اور اس حدیث کے ملانے سے یہ نتیجہ

نکلا کہ رسول کریم کے بعد مبشرات باقی ہے اور یہ کہ مبشرات عین نبوت ہی پس یہ حدیث تو نبوت کے جاری ہونے کی دلیل ہی نہ کہ بند ہونے کی۔

انا اللبنۃ و انا خاتم النبیین

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنھا ان رسول اللہ صلعم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویتہ فجعل الناس یطوفون فیعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین (رواہ البخاری) خلاصہ مطلب یہ ہی کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایک مکان سی ہے جسمیں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو وہ اینٹ میں ہوں اور النبیین کا خاتم ہوں۔

اوّل تو اسکا یہ جواب ہے کہ اس حدیث میں ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کے لفظ ہیں یعنی یہ مثال کہ ایک مکان ہی اور اسمیں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی ہی وہ میری اور مطلقاً نبیوں کی مثال نہیں بلکہ یہ مثال صرف میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی ہی پس اس سے یہ کہاں سے نکلا کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں اسمیں تو صرف یہ ذکر ہے کہ اگر پہلے نبیوں کو دیکھو اور ان کی کتابوں اور شریعتوں پر غور کرو تو صاف نظر آویگا کہ ابھی ایک نبی کی ضرورت باقی ہی اسمیں آنے والے کسی نبی کے آنے کی مخالفت نہیں بلکہ صرف پہلے نبیوں کی نبوت اور شریعت کے غیر کافی ہونے کا ذکر ہے

دوم۔ اسمیں من قبلی الانبیاء کی صفت واقع ہی یعنی جس قسم کے نبی مجھ سے پہلے ہوتے تھے یعنی براہ راست بغیر واسطہ کسی نبی کے نبوت پانے والے اب ایسا نبی کوئی نہ ہوگا بلکہ جو ہوگا وہ میرے توسط سے ہوگا۔

سوم یہ حدیث ان معنوں کی رُو سے جو غیر احمدی کرتے ہیں حضرت عیسیٰ کی بھی آمد ثانی کی بھی مانع ہی کیونکہ جب آخری اینٹ مکان میں رسول کریم کے زمانہ میں رکھدی گئی تو پھر کسی پہلی اینٹ کو اکھیڑ کر دوبارہ مکان میں لگانا ایک فضول امر ہے

چہارم۔ مکان میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک اینٹیں جس سے دیواریں قائم ہوتی ہیں جو بنی الاسلام علی خمس کے مطابق شریعت ہے مگر شریعت کی حفاظت کے لئے

غیر شرعی نبیوں کی بھی ضرورت ہے جس طرح مکان میں اینٹوں کی حفاظت کے لئے لپائی کی ضرورت ہوتی ہے بعض احادیث میں من قبلی نہیں آیا مگر جب ایک صحیح حدیث میں موجود ہے تو جہاں نہیں آیا راوی کی فروگذاشت ہے اور ایک جگہ جو قید ہو وہ دوسری جگہ بھی سمجھی جاتی ہے

کلہم یزعم انہ رسول اللہ

حتّٰی یبعث دجّالون کذّابون قریب من ثلٰثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ۔ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امت محمدیہ میں کوئی بھی نبی صادق نہیں آئیگا (ب) اگر تیس دجال بھی پیدا ہونے ہیں اور صادق کوئی نہیں تو پھر یہ امت خیر الامم ہوئی یا شرّ الامم (ج) مسیح موعود کو نبی کریم نے خود نبی اللہ فرمایا (د) یہ تیس دجال تو حضرت صاحب سے پہلے پورے ہو چکے تھے (۶) ایسے دجالوں سے مراد جھوٹی حدیثوں کے وضع کرنے والے ہیں۔ جو جھوٹی حدیث بنا کر گویا اپنے نفس کو رسول اللہ بتاتے ہیں (و) اس طرح تو حضرت عیسیٰ جب آوینگے اسوقت ایک شخص یہ حدیث پیش کر کے انکا انکار کر دیگا اور کہیگا۔ کہ رسول کریم فرما چکے ہیں کہ ۳۰ دجال آنے والے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرینگے۔ فما ہو جوابکم فہو جوابنا اس حدیث میں لکھا ہے کہ لا تقوم الساعۃ حتّٰی یبعث یعنے آنے والے صادق نبی مسیح موعود کے آنے سے پیشتر ۳۰ دجال جھوٹے آنے والے ہیں لیکن صادق کے انتظار میں جھوٹوں پر نہ ایمان لے آنا پس اسطرح تو یہ حدیث ۳۰ جھوٹوں اور ایک سچے کی پیشگوئی ہوئی ہے نہ کہ صرف جھوٹوں کی اور الساعۃ سے مراد قیامت نہیں بلکہ الساعۃ سے مراد خاص اہم واقعات ہوتے ہیں دیکھو چونکہ یہاں ۳۰ جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ذکر ہے اس سے معلوم ہو کہ الساعۃ سے مراد اس خاص مسیح کی آمد کا وقت ہے۔

ایک اور حدیث

کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون لا نبی بعدی کے متعلق بہت تشریح ہو چکی ہے اور یہاں تو قرینہ موجود ہے کہ ایسے انبیا کا ذکر ہے جو صاحب سیاست ہوں اور ہم جس کی نبوت کے معتقد ہیں وہ صاحب حکومت نہ تھا۔

دوم۔ یہ کہ حدیث میں ہے کلما ہلک نبی خلفہ نبیّ یعنی بنی اسرائیل میں یہ قاعدہ تھا کہ موجودہ نبی کی وفات کے معًا بعد نیا نبی مبعوث ہوتا تھا لیکن لا نبی بعدی یعنی میرے بعد ایسا نہیں ہوگا کہ میری وفات کے بعد معًا نبی مبعوث ہو۔ بلکہ معًا سلسلہ خلافت شروع ہوگا۔

جیسا سیکون کا یمین قرب دور سلسلہ خلافت پر دلالت کرتا ہی

سوم - اگر سیکون خلفاء میں ایسے خلیفوں کا ذکر ہے جو غیر نبی ہونگے تو آنیوالے مسیح ابن مریم خلیفہ رسول اللہ کی بھی یہ حدیث مانع ہوگی کیونکہ وہ حسب مسلمات اہل اسلام نبی بھی اور خلیفہ بھی ہوگا۔

لَو کَانَ بَعدِی نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ

اگر اسکے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت کے بعد نبوت کا امکان نہیں - تو پھر لو عاش ابراھیم لکان نبیاً کے کیا معنے ہوئے - اگر لو کان بعدی نبی سے انقطاع نبوت یقینی تھا تو پھر لکان نبیاً سے اپنے صاحبزادے ابراہیم کی نبوۃ کا امکان کیوں فرمایا۔ دوم - اگر لو کان بعدی نبی لکان عمر سے صرف حضرت عمر کی نبوت کا امکان نکلتا ہی تو لو کان شیٔ سابق القدر (الحدیث) سے صرف نظر ہی سے تقدیر کے رد ہونیکا امکان نکلنا چاہیے حالانکہ حدیث لا یرد القدر الا الدعاء بتا رہی ہی کہ دعا ہی تقدیر کو رد کر سکتی ہی نہ کوئی اور چیز۔ پس جیسے لو کان شیٔ سابق القدر لسبقتہ العین سے دوسری چیزوں کی (جو تقدیر کو رد کر سکتی ہیں) نفی نہیں نکلتی اسی طرح لو کان بعدی نبیا لکان عمر سے مسیح موعود کی نبوت کی نفی نہیں نکل سکتی کیونکہ اسکی صراحت دوسری احادیث میں خود نبی کریم نے فرما دی ہے۔ سوم - اگر لو کان بعدی نبی لکان عمر سے یہ بات نکلتی ہے کہ "اس امت میں نبی ہو ہی نہیں سکتا" تو کیا وجہ کہ حدیث رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی منہم احد فعمر سے یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو کہ امت محمدیہ میں کوئی محدث بھی نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ یہ آپکو بھی مسلم نہیں پس جس طرح فان یکن فی امتی منہم احد فعمر امت محمدیہ میں محدث کے آنے کا مانع نہیں اسی طرح لو کان بعدی نبی لکان عمر بھی امت محمدیہ میں کسی موعود نبی کے آنے کا مانع نہیں ہو سکتا۔"

۴ - یہ حدیث غریب ہے اور صرف مشرح بن ہاعان سے مروی ہے اور عقبہ بن عامر سے ان کے سوا کسی اور شخص نے اس حدیث "لو کان بعدی نبی لکان عمر" کو روایت نہیں کیا مسند احمد وغیرہ میں بھی مشرح بن ہاعان ہی کی روایت ہے۔

۵- بعدیت دو قسم ہی ایک متصلہ دوسری منفصلہ- لوکان بعدی نبی لکان عمر کا محمل بعدیت متصلہ ہی نہ بعدیت منفصلہ کیونکہ دوسری حدیثوں میں مسیح موعود کو نبی اللہ فرمایا گیا ہے جو آخری زمانے میں آنیوالا تھا-

۶- جس طرح لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کا حصر بنظر احاد (عوام مسلمین) کے مانا جاتا ہے اور دوسری حدیث فان یکن الخ کا مورد خواص امت بتائے جاتے ہیں اسی طرح لو کان بعدی لکان عمر کی نسبت کہا جا سکتا ہی کہ یہ اور اعتبار سے ہے اور مسیح موعود کی نبوت کا ہونا اور اعتبار سے ہے-

۷- ایک اور بات جو صاحب فتح الباری نے شرح صحیح بخاری میں اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں لکھی ہے وہ یہ ہی مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۵۳۱ میں لکھا ہی وقیل هو فان یك فی امتی احد فهو عمر) علی ظاهره (ای هذا القول ورد سورد التردد)

ایک اعتراض کا جواب- یہ کہنا کہ اگر اس آیت میں کسی نے نبی ہونا تھا تو کوئی صحابی ہوتا یا تابعی ہوتا- اسکا پہلا جواب یہ ہے کہ نبوت ایک موہبت ہے جو محض خدا کے اختیار میں ہی اس کے ہم ٹھیکیدار نہیں کہ فلاں شخص کو کیوں نہیں ملی-

دوم- اس طرح تو ایک شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ حضرت عیسٰے کے بعد نبوت بند ہوگئی اور اگر کسی کو ملنی ہوتی تو حضرت عیسیٰ کے صحابہ اور حواریوں میں سے کسی کو کیوں نہ ملی یہ کیا ہوا کہ پانچسو برس بعد عرب میں ایک شخص کو ملی-

سوم- اس طرح امت میں نبی سے تو قطع نظر کرو کسی کو مجدد بھی تسلیم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ایک شخص کہہ سکتا ہی کہ امت میں کوئی مجدد نہیں اگر مجدد ہونا ہوتا تو کوئی صحابی ہوتا یا تابعی- اور اس طرح پر مجددین کی آمد کا بھی انکار کرو-

چہارم- نبی بے ضرورت نہیں آیا کرتا بلکہ اسوقت آتا ہی جب دنیا میں شرارت اور بدی ہی پھیل جاوے- پس صحابہ یا تابعین میں سے کوئی شخص اسواسطے نبی نہیں بنایا گیا- کہ نبوت زمانہ قریب تھا اسلیے ضرورت نہ تھی-

پنجم- اس طرح پر حضرت امام مہدی کا بھی انکار کر دینا کہ جناب آپ مہدی کس طرح

بن سکتے ہیں اگر کسی نے مہدیٔ موعود بننا تھا تو کوئی صحابی یا تابعی ہوتا۔

دوسرے اعتراض کا جواب

بعض کہتے ہیں ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہدآء والصٰلحین میں مع ہے پس صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کی طفیل معیت نصیب ہو جائیگی دوم۔ کیا خلفاء راشدین سے بڑھکر کوئی نبی کریم کا مطیع ہوگا وہ کیوں نبی نہ ہوئے جب شرط موجود ہے تو جزا بھی موجود چاہیئے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر معیت ہی ہوگی تو پھر ماننا چاہئیے کہ اس امت میں کوئی صدیق اور شہید اور صالح بھی نہیں ہوگا کیونکہ مع کا تعلق ان کے ساتھ بھی ہے پس معنے آیت کے حسب تصریح معترض یہ ہوئے کہ جو اللّٰہ اور رسول کی اطاعت کریگا وہ صالح یا شہید یا صدیق تو نہ ہوگا مگر ان کے ساتھ ہوگا حالانکہ یہ غلط محض ہے (ب) توفنا مع الابرار کے کیا یہ معنے ہیں کہ ابرار کے ساتھ ہی ہمیں بھی موت دیدے (ج) الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللّٰہ واخلصوا دینہم للّٰہ فاولٰئک مع المومنین (پارہ پانچ کا آخر) توکیا یہاں جو لوگ توبہ کرکے اپنی اصلاح کرکے اپنے دین کو خالص اللّٰہ کے لئے بنالیں وہ پھر بھی مومنین کے زمرے میں داخل نہ ہونگے بلکہ صرف مومنوں کی معیت نہیں حاصل ہوگی۔

دوسرے سوال کے کئی جواب دیئے جاچکے ہیں مزید سن لو۔ اطاعت اللّٰہ والرسول کی شرط کے ساتھ جزا میں نبوت کے علاوہ صدیق۔ شہید۔ صالح کا ذکر بھی ہے پس جب ہم مانتے ہیں کہ انہیں سے کوئی صدیق بنا کوئی شہید تو جزا سے انکار تو نہ ہوا۔ باقی رہا یہ سوال کہ نبی کیوں نہ ہوئے سو آپ بتائیے کہ حضرت عمر صدیق کیوں نہ بنے اور کیوں حدیث صحیح میں آیا ہے کہ نبی کریم نے پہاڑ پر فرمایا تیرے پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق اور دو شہید یعنی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق و عثمان غنی شہیدین۔ اسکے جواب میں کہو کہ حضرت عمر میں کچھ کمی تھی تو اسی طرح کی کمی حضرت ابو بکر میں بھی ہو سکتی ہے جو نبوت سے مانع ہوئی اور اگر کہو کہ ضرورت نہ تھی تو یہی جواب ہماری طرف سے ہے کہ اسوقت ضرورت نہ تھی اور امر ختم نبوت مشتبہ ہوتا تھا۔ البتہ موجودہ زمانہ میں ضرورت ہے اور سلسلہ موسویہ سے کمال مشابہت کے لئے اول و آخر

کی مماثلت تامہ ضروری ہے اسی لئے آپ بھی مسیح موعود نبی اللہ کی آمد کے قائل ہیں اور ہم بھی یعنی ایک نبی کا آنا بعد خاتم النبیین کے دونوں فریق مانتے ہیں ہاں ہم اس امت سے ایک نبی کے آنے کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اسمیں آنحضرت صلعم کی تفضیلت ہے اور آپ ایک ایسے نبی کو آسمان سے اتارتے ہیں جو بنص صریح فوت ہو چکا ہے اور مُردے واپس دنیا میں نہیں آیا کرتے اور پھر نبوت جو ایک انعام ہے وہ چھینا بھی نہیں جاتا اور مسیح ابن مریم سے کوئی جرم صادر نہیں ہوا پس ایک نبی کو امتی نہ بناؤ۔ ہاں ایک امتی کے ایسے نبی ہونے سے محذور لازم نہیں آتا۔

چند کارآمد حوالے

۱۔ جو عیسٰے امت میں ہوگا اسکو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کہا۔ ثم یاتی نبی اللہ عیسٰی۔ ویحصر نبی اللہ عیسٰی واصحابہ۔ فیرغب نبی اللہ عیسٰے و اصحابہ و یھبط عیسٰی نبی اللہ عیسٰی واصحابہ (ابن ماجہ)

۲۔ قد لا یکون النبی مستقلا بل یاتی لتقویم شریعۃ نبی قبلہ (زرقانی)

۳۔ فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ ولھٰذا قلنا ارتفعت نبوۃ التشریع وھٰذا معنی لا نبی بعدہ (فتوحات مکیۃ)

۴۔ و نزول توریت کہ در وے علم ہر چیز است و بودن انبیاء بنی اسرائیل و اہل تحت شریعت و محکوم بحکم نبوت وے حتی عیسٰے علیہما السلام۔ (شیخ الاسلام شرح بخاری صفحہ ۱۸۲)

۵۔ ولا یمتنع ان یتبعی فی الفترہ من یدعوا الی شریعۃ الرسول الاخیر۔ (فتح الباری)

۶۔ ومن قال بسلب نبوتہ کفر حقا کما صرح بہ السیوطی۔ یعنی جو مسیح موعود سے نبوت چھینے وہ پورا پورا کافر ہے و عیسٰی بعد نزول وحی الٰہی آید . . . . . وظاہر آنست کہ آرندۂ وحی بسوے او جبریل علیہ السلام باشد بلکہ بہمیں یقین داریم و دراں تردد نمی کنیم چہ جبریل سفیر خداست درمیان انبیاء علیہم السلام و فرشتہ دیگر برائے ایں کار معروف نیست (اس سے ظاہر کہ مسیح موعود پہلے انبیاء میں شامل) ابو حاتم در تفسیر خود آوردہ انہ انہ کل جبریل بالکتب و بالوحی

الی انبیاء وانکہ بر السنۂ عامہ مشہور شدہ کہ نزول جبریل بسوئے ارض بعد موت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نشود بے اصل محض است (حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۱) زیراکہ عیسیٰ دروقت نزول خود بالاتفاق مجملہ ایں امت باشد باوجود بقائے او بر نبوت خویش ۔۔ ۔۔ فہو علیہ السلام و ان کان خلیفۃ فی الامۃ المحمدیۃ فھو رسول ونبی کریم (صفحہ ۴۲۶)

۷۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوائے آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں اور ان کی نبوت آپکا فیض ہے صفحہ ۴۔ آپ کے زمانہ میں اور بعد زمین پر آسمان پر کوئی نبی ہو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ کا ہی محتاج ہے (صفحہ ۲۵) ماخوذ از رسالہ تحذیر الناس مولنا محمد قاسم صاحب)

۸۔ ای لو عاش لکان من اتباعہ کعیسے وخضر والیاس فلا ینافی قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ (خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئیگا جو آپ کی ملت کو نسخ کرے) دافع الوسواس (مولنا عبد الحی فرنگی محل)

۹۔ وقد یطلقون علی بعض الاولیاء انبیاء الاولیاء (روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۳۲۶)

ریویو

کاشف حقیقت میاں محمد یوسف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لائلپور نے ۲۶ صفحہ کا رسالہ لکھا ہے جسمیں بمقابلہ غیر مبایعین ثابت کیا گیا ہے حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں آپ کے نہ ماننے والے اسی زمرہ میں ہیں جنمیں انبیاء کے منکرین اسم احمد کے حقیقی مصداق مسیح موعود ہی ہیں یہ رسالہ بہت عمدہ اور جامع ہے میں اپنے مکرم ماسٹر ہدایت اللہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں احباب محصولڈاک بھیجکر منگوالیں۔

ملفوظات حائری اسمیں شیعوں کے قبلہ وکعبہ سرکار شریعتمدار علامہ السید علی الحائری مجتہد پنجاب لاہور کی تقریر ہے جو انہوں نے چند متواتر صحبتوں میں فلسفہ شہادت امام حسینؑ پر فرمائی۔ شکر ہے ہمارے شیعہ بھائی بھی معقولات کی طرف کچھ متوجہ ہوئے ہیں مگر اس رسالہ میں کئی ایسی دور از کار روایات ہیں جنہیں محض تقدس کے بل پر منوانے کی کوشش کی گئی ہے اور بہت کم ہیں جو معقولی پیرایہ میں نئی تعلیمیافتہ جماعت کے لئے مفید ہو۔ ۲ قیمت سید محمد رضی وسید محمد زکی مبارک حویلی لاہور سے منگوائیں +

گنجینۂ اسرار حقیقت شیخ حکیم خدا بخش صاحب قادری کی یہ کتاب لالہ نانو مل اگروال آبق مالک قیصر ہند پریس لودیانہ پنجاب نے چھپوائی ہے اسمیں تصوف کی خاص اصطلاحات کی تشریح کے علاوہ بہت سے صوفیوں کے مفید اقوال درج ہیں صوفیانہ مذاق رکھنے والے اصحاب کے لئے یہ مجموعہ پسندیدہ ہی بار دوم چھپی ہے قیمت ۱۰ آنے

علمی جنتری سنہ ۱۹۱۷ء سید محمد عبد اللہ صاحب علم سوداگر کانپور کی مشہور و معروف و مقبول عام جنتری چھپ کر شائع ہوگئی ایک جلد ہمارے پاس پہنچی اسمیں علاوہ سنین کی تواریخ کے بہت سے مفید معلومات اور مضامین و اشعار و تصاویر درج ہیں سامان کی فہرست بھی ہے ۔ ناظرین کانپور سے منگوالیں ۔ گھڑیوالی کوٹھی ۔

درویش جنتری سنہ ۱۹۱۷ء یہ بہت مفید جنتری ہے نہ صرف تواریخ کے لحاظ سے بلکہ اسکے علاوہ اسمیں نبی کریم کے غزوات ۔ مسائل فقہیہ آداب ۔ ادعیہ و اعمال ۔ ٹوٹکے اور اشعار بھی درج ہیں ۔ اور ممتاز اسلامی اخبارات کے ایڈریس بھی یہ گویا رسالہ راز دنیا ز میرٹھ کا پہلا نمبر ہے ۔ سالانہ چندہ عہ ہے احباب فائدہ اٹھائیں ۔

ستارۂ صبح اکرم آباد سے ہفتہ وار مولوی ظفر علیخان صاحب کی ایڈیٹری میں نکلتا ہے بہت اعلیٰ اور مفید تاریخی و ادبی مضامین ہوتے ہیں ہمارے با مذاق دوست اسکے خریدار بن کر اپنے معلومات میں اضافہ کریں حجم ۳۲ صفحے سالانہ چندہ چھ روپے

توحید آسمانی مولوی محمد عبد اللہ صاحب تیماپوری (مدعی قدرت ثانی) نے یہ کتاب چھپوائی ہے ۱۲۰ صفحے حجم تثلیث کے رد میں لکھوائی چھپوائی اچھی ہے مضمون کی نسبت اگلے نمبر میں بہ تفصیل لکھونگا ۔

قطرات عطر میرے مکرم بھائی ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی نے در یار پرد ہونی رہائی ہے تو نظر بہ اسباب ظاہری وجہ معاش کے لئے ایک ایجنسی کھولی ہے جسمیں سلسلہ کی کتب بھی مل سکتی ہیں اور اسکے علاوہ آپ خود بھی چھوٹے چھوٹے مفید ٹریکٹ نکالنے کا قصد رکھتے ہیں چنانچہ اسی سلسلہ میں یہ رسالہ زیر ریویو ہے موٹی موٹی باتیں جو ہر احمدی کو غیر احمدی

وغیر مبائعین کے مقابلہ کے لئے یاد ہونی چاہئیں اسمیں درج ہیں آدھ آنہ قیمت ہے احباب چند جلدیں منگوا کر تقسیم کریں کہ ہم خرما و ہم ثواب ایک بھائی کی امداد بھی ہو جائیگی اور تبلیغ کا فرض بھی ادا ہو جائے گا۔ ملنے کا پتہ ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی احمدیہ کمیشن ایجنسی قادیان

ارشاد نامہ حضرت فضل عمر

حضرت خلیفہ ثانی سفارش فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا پرانا کلام جو دعویٰ مسیحیت بلکہ براہین احمدیہ کی تصنیف سے بھی پہلے کا ہے۔ میاں فخر الدین صاحب نے بصرف زر کثیر شائع کرایا ہے چونکہ یہ کلام فارسی میں ہے اس کی فروخت کچھ کم ہوئی ہے لیکن وہ کلام اس قسم کا ہے کہ احمدی جماعت میں اسکی اشاعت از بس ضروری ہے کیونکہ وہ اس قسم کے معارف سے لبریز ہے جو روح کو تازہ کرنے والے ہیں غیر احمدیوں میں بھی اسکی اشاعت نہایت مفید ہو سکتی ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ع کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی بھی کیسی پاک و مطہر تھی میں پسند کرتا ہوں کہ ہر ایک احمدی جسے طاقت ہو اس کتاب کو خود خریدے اور ہو سکے تو غیر احمدیوں میں اسکی مفت اشاعت کرے۔ نوٹ۔ یہ کتاب درمکنوں کے نام سے منشی فخر الدین صاحب ملتانی سے بقیمت عہ/ اور مجلد عہ/ احباب طلب فرماویں لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت نفیس ہے

ایک عظیم الشان بشارت

مؤلفہ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ۔ جس میں نہایت آسان اور دلچسپ پیرائے میں حضرت احمد قادیانی کا نام غیر احمدیوں کو پہنچایا گیا ہے ۲۶ صفحے کا ٹریکٹ ہے بحساب ایکروپیہ کے ۴۰ عدد۔ منشی فخر الدین ملتانی سے فوراً طلب کریں۔

تشحیذ ایجنسی

ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ احباب جگہ بہ جگہ آرڈر نہ بھیجتے پڑا کریں اسلئے جو کچھ بھی آپنے قادیان سے منگوانا ہو خواہ وہ کتاب ہو (کتاب جلد کروانی ہو تو بھی) یا کسی مرض کی دوائی ہو یا کوئی اور ایسی چیز اسکا ہمیں آرڈر بھیجدیا کریں انشاء اللہ معمولی سی کمیشن پر بہت جلد تعمیل ارشاد ہوگی اسطرح پر یہ شکایت بھی رفع ہو جائیگی جو بعض احباب لکھا کرتے ہیں کہ ہمنے کئی خط لکھے فلاں بات کی تعمیل نہ ہوئی صرف احباب کی سہولت کے لئے ہم ایسا انتظام کرتے ہیں +

تیسری مثال چوہدری دورام صاحب کوثری اگرچہ ہندو ہیں اسلئے جو چاہیں کہیں مگر چونکہ اکثر مسلمان ان کی نظمیں بڑے شوق سے چھاپتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اسلئے یہ امر قابل افسوس ہے کہ وہ لائل گزٹ میں ایک شعر لکھتے ہیں ؎

مکے میں بھی توحید بتائی ہے ہمیں نے ؞ کعبے کی پرستش بھی چھڑائی ہے ہمیں نے

جہانتک میں خیال کرتا ہوں اس سے بڑھکر اسلام کی ہتک نہیں ہوسکتی کہ دارالتوحید کو دارالشرک قرار دیا جائے اور کعبہ کی پرستش چھڑانے والا سیدنا محمد رسول اللہ کے سوا اور کسی کو ظاہر کیا جائے۔

چوتھی مثال - بابو محمد الدین صاحب کا مضمون خالصہ اخبار میں آپ لکھتے ہیں "حضرت علی تلوار کے دھنی تھے اور آپ کو اپنی ذوالفقار پر فخر تھا اور بجا فخر تھا اور قرآن شریف صاف الفاظ میں بتاتا ہے کہ جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر است"

اب آپ تمام قرآن مجید اوّل سے آخر تک دیکھ جائیے یہ کسی آیت کا ترجمہ نہیں معلوم ہوتا ہے خلیق کو کبھی قرآن مجید کے پڑھنے کا موقعہ ہی نہیں ملا اور ایک حدیث کو قرآن بنالیا ہے۔

غرض اگر غور سے دیکھا جائے کہ جس مسلمان نے کچھ لکھا ہے اس بات کا پورا خیال نہیں رکھا کہ ہمارا اپنا مذہبی اصول کیا ہے یہ ایک بہت خطرناک نتائج رکھنے والی بات ہے۔ اور ابھی اصلاح کا وقت ہے اگر مسلمان اپنے مصلح کو پہچانیں اور اسکی حقیقی قدر جانیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

نوٹ ۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کا فوری جنتری ۱۹۱۷ء کی خوبصورت تیار ہوئی ہے دس شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھنے پر جنتری ہذا مفت بلا قیمت و محصولڈاک بھیجی جاتی ہے۔

امراض مستورات کی دوا　　　امراض مستورات کی دوا

عورتوں کی بیماری میں ماہرین ملک کی نہایت مشہور دوائیں دائی برنیم اور قدیم ویدک زمانہ کی مشہور اسوک وغیرہ کئی ایک دوائیوں کو ملا کر یہ دوا تیار کی گئی ہے اور اسکی آزمائش بھی واقعی طور سے ہوتی آئی ہے یہ ہر اقسام کے امراض مستورات کی دوا ہے کمزور رحم (بچہ دان) کو طاقت دیتی ہے اور صاف رکھتی ہے اسلئے رحم کی کل بیماریوں میں فائدہ کرتی ہے اس سے حیض کی کل خرابیاں یعنی کم یا زیادہ دنوں میں حیض اور پرتھو کا ہونا کمر پیڑو۔ جانگھوں اور سر میں درد ہونا جی متلانا وغیرہ یہ سب شکایتیں دور ہو جاتی ہیں۔ پردر جس میں سفید اور سُرخ پانی کی طرح مواد نکلتا ہے خون رقیق یا جما ہوا زیادہ یا کم جانا درد وغیرہ کی تکالیف اس دوا سے رفع ہو جاتی ہے رحم کی کمزوری کی وجہ سے حمل بیوقت ضائع ہو جاتا ہو۔ نُطفہ قرار پانے سے تیسرے چوتھے مہینے میں ضائع ہو جاتا ہو۔ ایسی حالتیں اس دوا کے کچھ دنوں تک استعمال کرنے سے رحم کی سب شکایتیں دور ہو کر رحم میں طاقت پہنچتی ہے جسم قوی ہوتا ہے اور حمل قرار پاتا ہے قیمت فی شیشی ۱۶ خوراک کی عہ محصولڈاک وغیرہ ۶؍ دیکھئے اس دوا کے متعلق اسسٹنٹ آف دی فیملی ہوسپٹل ریاست رامپور کیا تحریر فرماتی ہیں اپنے دو شیشی امراض مستورات کی دوا جو روانہ کی اس سے مجھکو بہت فائدہ ہوا براہ مہربانی تین شیشی اور روانہ فرمائیے

قوت کی گولیاں

۳۲ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس اکنیا ڈامینیا ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں اسلئے مغز ریڑھ۔ رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص دعویٰ رکھتی ہیں زیادہ محنت جوانی کی خرابی و بے اعتدالیوں خواہ کسی وجہ سے ہو۔ ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز فائدہ ظہور میں آتا ہے بدن میں قوت اور دماغ میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے چہرہ پر رونق جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ٹوٹے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش آتی ہے قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵؍ دیکھئے جناب اڈیٹر صاحب مخبر دکن کیا تحریر فرماتے ہیں ہمنے ڈاکٹر صاحب کی تعریف پر خیال کر کے مس گولیاں منگائیں اسکی تیر بہدف اثر دوا اور فوائد پر نظر کرتے ہیں تو ان گولیوں کی قیمت بجائے ایک روپیہ کے تیس روپیہ چاہیے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

قیصر ہند پریس دہلی